REGD NO P. 67

رجسٹرڈ نمبر ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی احباب جماعت حضرت امام ہمام کی صحتِ کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

مرکز میں جملہ بزرگانِ سلسلہ اور جملہ درویشانِ کرام مقامات مقدسہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں اور احباب جماعت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور درویشان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا چوہترواں سالانہ جلسہ

(۱)

احباب جماعت کو شمولیت کی دعوت

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ ہماری زندگی میں پھر وہ مبارک ایام آ رہے ہیں جبکہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب منعقد ہوگی۔ اس مبارک تقریب کے انعقاد میں اب کوئی زیادہ دن باقی نہیں۔ بیرونجات کے احباب کو ابھی سے اس کے لئے خاص تیاری شروع کر دینی چاہئیے تا مقررہ تاریخ پر سہولت کے ساتھ اپنے روحانی مرکز میں پہنچ سکیں۔

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جب دُنیا ظلمتکدہ بن جاتی ہے اور روحانیت عنقا ہو جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کا کوئی فرستادہ آ کر دُنیا کو از سر نو زندہ کر دیتا ہے۔ مُردہ ہڈیوں میں نفخ روح کرتا ہے۔ طالبانِ حق اکناف عالم سے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے گرد جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے عزیز و اقارب اور وطنوں کو چھوڑ کر اس مرد خدا کے قدموں میں دھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں ان کی زندگی کا اگر کوئی مدعا ہوتا ہے تو بس یہی کہ روز و شب اس مقدس مقام میں گذاریں اور اس جگہ ظاہر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانات سے ہر آن اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہیں۔

مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے حالات کے تحت اور مجبوریوں کے باعث جسمانی لحاظ سے تو اس مقدس جگہ سے دور ہوتے ہیں لیکن ان کے قلوب میں جو چنگاری چمک رہی ہوتی ہے وہ انہیں آرام سے اپنے گھر بیٹھے نہیں دیتی وہ اس روحانی پیوند کو محکم کرنے کے لئے گاہے گاہے مرکز روحانیت کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ ان کے دل ہر آن خدا کے رسول کے تخت گاہ پر ہر وقت حاضری دے رہے ہوتے ہیں۔ اور جب کبھی فرصت ملتی ہے وہ ابراہیمی طیور کی طرح اِتْیٰنَکَ سَعْیًا کا عملی نمونہ بن کر مرکز میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی حکمت کے ماتحت حضرت امام الزمان علیہ السلام کی طرف سے سال کے آخری مہینہ میں چند دن جلسہ سالانہ کے لئے رکھے گئے ہیں تا دور و نزدیک کے احمدی سال میں کم از کم ایک دفعہ مرکز سلسلہ میں آ کر یہاں کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہوں اپنی روحوں کو جِلا دیں اور ایمانوں کو تازہ کریں۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کی خاطر قادیان کے اس سفر کی اہمیت بتاتے ہوئے خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی ایک بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں . . . اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ خرچوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم میں ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جو لوگ قادیان آتے رہتے ہیں وہ اپنے ذاتی تجربہ کے ماتحت اس امر کے گواہ ہیں کہ قادیان میں آنا انسان کے اندر ایک نئی زندگی اور نئی روح پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے جس طرح پودے کی جڑوں کو پانی ڈالا جائے تو وہ ہرا بھرا ہو جاتا ہے اسی طرح روحانیت کا پانی جو ان دنوں احباب کو میسر آتا ہے وہ مومنوں کی ارواح کو شگفتہ اور سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ مرکز سلسلہ سے تعلق کس قدر مفید اور بابرکت چیز ہے۔

خوش قسمت ہیں ہندوستان کے احمدی احباب جن کو موجودہ بدلے ہوئے حالات میں بھی دیارِ حبیب کی بار و نق زیارت کا موقعہ میسر ہے ذرا بیرونِ ہند کے لاکھوں لاکھ احمدیوں کے دلی جذبات کا تصور کریں جو یورپ امریکہ افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں رہائش رکھتے ہیں مگر بوجہ بُعد سفر اور حالات کی مجبوری کے باعث اس سعادت سے محروم ہیں۔ پس کیا بلحاظ اس کے کہ ہندوستانی احباب جماعت کو مرکز سلسلہ میں حاضر ہو کر چند دن یہاں بسر کر کے اپنی روحوں میں تازگی پیدا کر سکنے کا زریں موقعہ ہے اور کیا بلحاظ خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر بطور شکر گذاری احباب ہندوستان کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان مبارک ایام میں قادیان پہنچیں۔ اور ان پُر سوز اجتماعی دعاؤں میں شریک ہوں جن کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مخصوص دعائیں شامل ہو جاتی ہیں۔ جو حضور نے اس مبارک تقریب میں حاضر ہونے والوں کے حق میں حسب ذیل الفاظ میں کیں:-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت فرمائے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھائے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو اے خدائے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ کو ہے۔ آمین ثم آمین۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحت و ...

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

بھوک سے نجات کا مسئلہ

وقفہ زیر اشاعت عالمی ادارہ خوراک وزراعت کی طرف سے بھوک سے نجات کا ہفتہ منایا گیا۔ جس کے تحت ملک میں وقت کے اس اہم سوال کو زیر غور لایا گیا۔ اور اپنے اپنے رنگ میں عملی اقدام بھی کئے گئے۔ اس موضوع پر وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری کا ایک خصوصی پیغام ہندوستانی عوام کے نام ۱۷ر اکتوبر کی شب کو نشر ہوا۔ جس میں آپ نے فرمایا:۔

"آج اقوام متحدہ کی خوراک و زراعت تنظیم کے تحت نوجوانوں کی لام بندی کا ہفتہ شروع ہوا ہے اور آج اس تنظیم کی ۲۱ ویں سالگرہ ہے۔ آپ نے کہا بھوک سے نجات کے بنیادی حق کے سلسلہ میں اس تنظیم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اور بھارت دنیا بھر کے لوگوں کی اس کوشش میں شامل ہو گیا ہے۔ خوراک و زراعتی تنظیم نے دنیا بھر کے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۵ء سے مارچ ۱۹۶۶ء تک ۲۱ ہفتوں میں غذائی پیداوار بڑھانے کے لئے ۲۱ گھنٹے وقف کریں۔

وزیر اعظم نے کہا کہ اس اپیل کا اصل مطلب یہ ہے کہ عوام کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے پراجیکٹ شروع کرنے اور انہیں جاری رکھنے کے لئے نوجوانوں کا تعاون مانگا گیا ہے اور اس عرصہ میں اس کی محض شروعات ہو سکتی ہیں۔"

(پرتاپ ۱۸-۱۰-۶۵)

آپ نے اپنی اس نشری تقریر میں کہا کہ قوم کے ہر فرد اور خصوصاً نوجوانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ غذائی پیداوار بڑھانے کے پروگرام میں مؤثر حصہ لیں۔ آپ نے کہا دیش کے کھیت جنگ کے میدانوں سے کم اہم نہیں ہیں۔ کام کی کوئی کمی نہیں دیہات میں بیکار زمین پڑی ہے جو زیر کاشت لائے جانے کی منتظر ہے شہروں میں ایسے مکان اور ادارے ہیں جن کے وسیع صحن ہیں۔ انہیں بویا جا سکتا ہے گملوں اور پیپوں میں بھی کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہے ضرورت تو صرف پیداواری پروگراموں کو اپنانے کی ہے"۔ فوجی مضبوطی کے لئے کھیتی ہمارا موٹو اور نعرہ ہونا چاہیئے۔"

زرعی ملک ہونے کے باوجود ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے مقابلہ پر ہمارے ہاں اناج کی پیداوار کم ہے اور ایک بڑی مقدار میں غلہ درآمد کرنا پڑتا ہے۔ بنگلور میں مسٹر ٹی۔ اے پائی چیئرمین فوڈ کارپوریشن (مرکزی) کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا۔ جس میں موصوف نے کہا کہ ہم جو تین چپاتیاں کھاتے ہیں ان میں سے ایک درآمدی گندم میں سے بنتی ہے۔ ہندوستان بارہ ملین ٹن گندم پیدا کرتا ہے اور چھ ملین ٹن گندم درآمد کرتا ہے اس لحاظ سے ہر تیسری روٹی باہر سے آئے ہوئے گندم سے بنی ہوئی ہے"۔

(الجمعیۃ دہلی ۴-۱۰-۶۵)

اس کے ساتھ ہی ایک ہفتہ قبل خود وزیر اعظم شری شاستری کی ایک مفصل تقریر نشر ہوئی تھی جس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اس وقت ہم کو اپنی ضرورت کا آٹھ فیصد حصہ باہر سے منگوانا پڑتا ہے۔ ہم کوشش کریں تو اتنا اناج اپنے ملک میں ہی پیدا کر سکتے ہیں۔

آپ نے کہا اناج کی درآمد پر انحصار رکھنا نہ صرف ملک کی اقتصادی حالت کے لئے بُرا ہے بلکہ یہ ہماری خود اعتمادی اور خودداری کے لئے بھی تباہ کن ہے۔ خوراک کے لحاظ سے خود مکتفی ہونے کے کام کا آغاز ابھی سے کر دینا چاہیئے۔ آج خوراک کا محاذ اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ فوجی محاذ۔

اس جامع تقریر میں وزیر اعظم نے بہت سی قابل عمل تجاویز کا بھی ذکر کیا۔ اور اہم اور ضروری ہدایات بھی جاری فرمائیں آپ نے عوام کو ترغیب دیتے ہوئے یہاں تک کہا کہ اپنے صحنوں میں خالی جگہ پر سبزیاں ترکاریاں بوئی جائیں۔ اس کی تعمیل میں وزراء کی کوٹھیوں میں اب پھلواڑیوں کی جگہ اس قسم کی غذائی اشیاء کی کاشت کی جانے لگی ہے اگرچہ ایسی تدابیر کے ساتھ ملک کا اہم مسئلہ کما حقہ حل تو نہیں ہو جاتا لیکن ایسا کرنے سے سارے ملک میں ایک بدلا ہوا ماحول تو پیدا ہو سکتا ہے اور عوام کا انداز فکر تو بدل جاتا ہے۔ اس سے اصل مقصود کی طرف رستہ صاف ضرور ہو جاتا ہے۔ بڑی بات قوموں کے دماغ کو ایک خاص نکتہ پر مجتمع کر دینے کی ہوتی ہے۔ اور جوں جوں عوام اس کی اہمیت ذہن نشین کرتے چلے جاتے ہیں کامیابی کی راہ نکلتی چلی آتی ہے۔

دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر فی الوقت بھوک کا مسئلہ ایک عالمگیر مسئلہ بن گیا ہے کہا جاتا ہے کہ دنیا کی آدھی آبادی کو پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں آتا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ملک کی متمدن حکومت کا فرض ہے کہ اپنے باشندگان کی لازمی بنیادی ضروریات کو بہم پہنچائے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس سرزمین پر نوع انسان نے بود و باش اختیار کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ایک متمدن حکومت کی بنیاد پڑی تو اس وقت سے انسان کی بنیادی ضروریات کو تسلیم کر کے اُن کی بہم رسانی حکومت وقت کے ذمہ لگائی گئی۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا
تَعْرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا
فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی (طٰہٰ ع)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے دور متمدن کے حکومتی نظام کا ڈھانچہ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس تعاونی حکومت میں جو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ جاری کیا جا رہا ہے انسان کی چار بنیادی ضروریات کو لازمی طور پر پورا کیا جائے گا۔ یعنی کھانا۔ پانی۔ کپڑا اور مکان۔ یہ چار چیزیں انہیں اسی تعاونی حکومت میں حاصل ہوں گی۔

اس وقت کی دنیا بہت ترقی کر چکی ہے وہ چاند ستاروں تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ ہی روس کا ایک راکٹ چاند پر اُترا تو گیا مگر وہ مقاصد پورے نہ ہو سکے جو بہت ممکن ہے مزید کوشش کے بعد پورے کر لیں۔ اور اپنی اس مہم میں کامیاب ہو جائیں۔

خلا کی تسخیر کرنے کے بارہ میں جب ہم ترقی یافتہ ممالک کی ان کوششوں کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف آدھی دنیا کی بھوک کا مسئلہ سامنے آتا تو بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے کہ ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

سچی بات تو یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کو آج اسلحہ سازی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دُھن سوار ہے مگر یہ مقصد ان کے سامنے نہ ہوتا تو ناممکن ہے کہ آباد دنیا کے لئے غذائی صورت حال ایک لاینحل مسئلہ بنی رہتی۔ کہتے ہیں اس وقت امریکہ کا ایک آدمی ۲۹ آدمیوں کے لئے غلہ پیدا کرتا ہے وہاں اس قدر اناج کی پیداوار ہے کہ اپنے یہاں کی ضروریات کو فراوانی سے پورا کر لینے کے بعد دوسرے ممالک کو بھی ہر سال ہی ایک بڑی مقدار غلہ کی برآمد کی جاتی ہے۔ اگر غلہ کی مدد کے ساتھ یہ لوگ پسماندہ ممالک کو سائنسی سہولیات بھی اسی جذبہ کے تحت بہم پہنچاتے تو آج نہ ہی دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی فکر کا باعث ہوتی اور نہ ہی دنیا میں بھوک کا کوئی مسئلہ باقی رہتا۔

جہانتک بھوک سے نجات کے اس مسئلہ کے عملی حل کا تعلق ہے ہم اپنے ملک کے حالات اور ذرائع پر نگاہ کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے ہمارا ملک پسماندہ ملک ہے۔ جس کی روز افزوں آبادی کے مقابل پر غلہ کی پیداوار کم ہے اور لازماً دوسرے ممالک سے غلہ کی درآمد کر کے ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے مگر اناج کے سلسلہ میں ہندوستان جیسے پسماندہ ملک میں ایک بنیادی غلطی ہو رہی ہے (اور گو یہ بنیادی غلطی بھی اضطراری کیفیت رکھتی ہے) اور یہ کہ روزمرہ کی خوراک اور غذا کے لئے صرف اناج پر دارومدار رکھا جاتا ہے جس کے دو بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ملک میں پہلے ہی اناج کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ایک طرف تو اناج کی پیداوار پر زور دیا جائے۔ اور کوشش کر کے ملک میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں اناج پیدا کیا جائے۔ جیسے شاستری جی کی تقریر میں بعض اہم اشارے پائے جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اونچی سطح پر منصوبہ بند طریق پر اسباب کی بھی نتیجہ خیز کوشش کی جائے کہ تمام جنتا کے لئے اناج کے ساتھ ساتھ بہت سی دوسری چیزیں بھی مہیا کی جائیں جو متوازن غذا کا کام دیں۔ اور اناج کی کھپت کو کم کر دیں۔ مثلاً پھلوں کی کاشت بڑھائی جائے۔ گوشت کے لئے سہولیات بہم پہنچائی جائیں جن میں مچھلی کا گوشت پہلے نمبر پر آتا ہے۔ ہمارے ملک کا جنوب مغربی اور جنوب مشرقی حصہ ایسے وسیع سمندروں سے گھرا ہوا ہے جہاں مچھلی کی بہتات ہے اگر اس مچھلی کو ایک منصوبہ کے تحت پکڑ کر ہوائی جہازوں کے ذریعہ جلد از جلد ملک کے اندرونی حصوں میں پہنچا دیا جائے۔ تو ایک بڑی آبادی کو عمدہ۔ قوت بخش غذا کا کام دے سکتی ہے۔ مچھلی کا گوشت جس طور پر انسان کی صحت کے لئے مفید ہے۔ وہ ظاہر و باہر ہے۔

اسی طرح ہمارے ملک میں ایک بڑی تعداد ناکارہ جانوروں کی ہے۔ جو نہ دودھ دیتے ہیں اور نہ کاشت کاری کے کام آتے ہیں بلکہ زندہ رہ کر مفید اور کارآمد جانوروں کے چارہ کی ایک بڑی مقدار صاف کر جاتے ہیں۔ اگر ان کو بھی ایک طبقہ کی خوراک کے کام میں لایا جا سکے تو مسئلہ کے حل کی ایک اچھی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب ہمیں زمانہ کے ساتھ ساتھ چلنا ہے۔ تو اپنے دماغوں میں بھی وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے افہام و تفہیم کے ذریعہ ذہنوں کو تیار کیا جا سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

خطبہ جمعہ

جو روحانی تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے نسلاً بعد نسل منتقل کرتے چلے جائیں

اولاد کی تربیت جماعت احمدیہ کا اہم ترین فرض ہے

جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد اسی غرض کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ر فروری ۱۹۳۹ء بمقام قادیان

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
میں نے پہلے بھی متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ:

قوموں کی کامیابی کیلئے

کسی ایک نسل کی درستی کافی نہیں ہوتی جو پروگرام بہت لمبے ہوتے ہیں وہ اُسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ متواتر کئی نسلیں ان کو پورا کرنے میں لگی رہیں جتنا وقت ان کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔ اگر اتنا وقت اُن کو پورا کرنے کے لئے نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی صورت میں مکمل نہیں ہو سکتے۔ اور اگر وہ مکمل نہ ہوں تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ پہلوں نے اس پروگرام کی تکمیل کے لئے جو محنتیں کوششیں اور قربانیاں کی ہیں وہ بھی سب رائیگاں گئیں۔ مثلاً ایک جھونپڑا ہے اس کے بنانے کے لئے مہینہ کا وقت درکار ہے۔ اب اگر کوئی شخص پندرہ دن کا کام کر کے اُسے چھوڑ دیتا ہے تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ جھونپڑا نامکمل رہے گا۔ اور رفتہ رفتہ بالکل خراب ہو جائے گا اسی طرح اگر ایک مکان ہے جس کی تعمیر کے لئے تین مہینوں کی ضرورت ہے اگر اس پر کوئی شخص مہینہ ڈیڑھ مہینہ خرچ کر کے چھوڑ دیتا ہے تو وہ کبھی مکمل نہیں ہو سکتا اور گو پہلے آدمی سے اس نے زیادہ وقت صرف کیا ہو گا مگر جس کام کے لئے وہ کھڑا ہوا تھا وہ چونکہ تین مہینے کا تھا اس لئے باوجود ڈیڑھ مہینہ خرچ کرنے کے وہ ناکام رہے گا۔

اس کے مقابلہ میں

اگر ایک بہت بڑا محل ہے جو دو تین سال میں تیار ہو سکتا ہے تو اس پر اگر کوئی شخص سال بھی خرچ کر دیتا ہے تو نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلے کا جب مہینہ میں کام ختم ہو سکتا تھا اور دوسرے کا تین مہینہ میں تو میں سال بھر کام کر کے بھی اپنے کام کو کیوں ختم نہیں کر سکتا اس لئے کہ جو کام اس نے شروع کیا تھا وہ تین سال کی مدت چاہتا تھا۔ اگر یہ سال دو سال لگاتا بھی ہے اور پھر کام کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس نے اپنے دو سال ضائع کر دیئے۔ پھر بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو تکمیل کے لئے پندرہ بیس بلکہ تیس سال چاہتے ہیں۔ اگر بیس تیس سال میں تکمیل کو پہنچنے والا ایک کام کوئی شخص پندرہ سال کرتا اور پھر چھوڑ دیتا ہے تو وہ کام یقیناً خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کام کے لئے بیس یا تیس سال کی ضرورت تھی۔ اسی طرح بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو سینکڑوں سال چاہتے ہیں۔ اگر ان سینکڑوں سال چاہنے والے کاموں کو کوئی شخص پچاس ساٹھ یا سو سال کر کے چھوڑ دے تو لازماً وہ خراب ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نکتہ سمجھانے کے لئے اور بتانے کے لئے کہ بعض چیزوں کی تکمیل وقت کے ساتھ مقید ہوتی ہے اپنے کاموں کے لئے بھی مختلف اوقات مقرر کئے ہیں۔ بعض نادان اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب خدا

کن فیکون کہنے والا

ہے تو اس کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ ایک سیکنڈ میں تمام کام کر لے۔ یہ درست ہے کہ خدا اگر چاہے تو ایک سیکنڈ میں ہی کام کر لیتا ہے۔ اگر خدا ایک سیکنڈ میں تمام کام کر دیتا تو انسان میں استقلال کا مادہ پیدا نہ ہوتا اور اس کے سامنے کوئی ایسی مثال نہ ہوتی جس سے وہ سمجھ سکتا کہ استقلال کیا چیز ہے مگر خدا تعالیٰ کو دیکھو کوئی کام ایسا ہے جو وہ بیس اکیس دن میں کرتا ہے۔ مثلاً مرغی کے بچے پیدا کرنے کے لئے تین ہفتے کافی ہوتے ہیں۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن کو وہ چھ مہینے میں کرتا ہے۔ جیسے بکری کا بچہ ہے اس کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ چھ مہینے لگا دیتا ہے۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن کو وہ نو مہینے میں کرتا ہے۔ جیسے انسان کا بچہ ہے اس کام کو وہ نو مہینے میں کرتا ہے۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو سال چاہتے ہیں جیسے گھوڑی کا بچہ ہے وہ سال میں پیدا ہوتا ہے پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو پانچ دس بلکہ بعض بیس سال میں مکمل ہوتے ہیں جیسے پھلدار درخت ہیں۔ کوئی ان میں سے تین چار سال میں پھل دیتا ہے کوئی دس سال میں پھل دیتا ہے۔ کوئی پندرہ سال میں پھل دیتا ہے۔ گویا ہر کام خدا تعالیٰ کئی سالوں میں جا کر کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے اوقات کی لمبائی کو بڑھاتا چلا گیا ہے یہاں تک کہ بعض کام اللہ تعالیٰ لاکھوں سالوں میں کرتا ہے جیسے پتھر کا کوئلہ ہے پہلے عام طور پر لوگ پتھر کے کوئلہ سے واقف نہیں ہوتے تھے۔ مگر اب تو دیہات میں بھی مشینیں لگ جانے کی وجہ سے گاؤں کے لوگ بھی پتھر کے کوئلہ سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ پتھر کے کوئلہ کے استعمال میں خرچ کی کفایت ہوتی ہے اس لئے کئی لوگ پتھر کا کوئلہ استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ اب یہ پتھر کا کوئلہ انہی درختوں سے بنا ہے جن کی لکڑیاں ہم کاٹ کر جلاتی جاتی ہیں۔ مگر یہ یونہی نہیں بلکہ کئی لاکھ سال تک یہ درخت زمین میں دفن ہونے کے بعد یہ درخت پتھر کے کوئلہ کی شکل میں بدل گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پتھر کا کوئلہ بنانے کے لئے کئی لاکھ سال لگا دیئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے درحقیقت یہی بتایا ہے کہ

وقت کی لمبائی یا چھوٹائی

بھی چیزوں کی خوبصورتی اور عمدگی کے لئے ضروری ہے۔ طب ہی کو دیکھو بعض ادویہ ایسی ہیں کہ ان کے اجزاء بالعموم وہی ہیں۔ جو ہمیشہ استعمال میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کو کچھ عرصہ تک دفن کرنے کی وجہ سے ان ادویہ کی حالت ہی بدل جاتی ہے۔ مثلاً برشعثا ایک دوائی ہے جو نزلہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ اب اگر برشعثا کے اجزاء کو ملا کر فوری طور پر استعمال کر لیا جائے تو وہ کوئی نفع نہیں دیں گے۔ برشعثا کا پورا نفع انسان کو اسی صورت میں حاصل ہو گا۔ جبکہ اسے چالیس دن تک غلہ میں دفن رکھا جائے۔ اب دوائیں وہی ہوں گی جو چالیس دن غلہ میں دفن کرنے کے بعد حاصل ہوں گی وہ پہلے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ کوئی کہے کہ یہ کیا حماقت ہے جب وہ دوائیں وہی ہیں تو مزید چالیس دن غلہ میں دبانے سے کیا فائدہ۔ سو اصل بات یہ ہے۔ وقت اپنی ذات میں بعض چیزوں کا ضروری جزو ہے۔ جب تک دواؤں کے ساتھ وقت کو نہ ملایا جائے دوا اچھی نہیں بنے گی۔ پس صرف دوائیں نہیں بلکہ دوائیں مع وقت اس نسخہ کا جزو بنتی ہیں۔ پھر بعض دوائیں ایسی ہیں جنہیں چھ ماہ کے لئے دفن کرنا پڑتا ہے۔ اگر انہیں چھ ماہ بند کر کے نہ رکھا جائے تو کبھی فائدہ نہیں دیتیں۔ اسی طرح بعض دوائیں سال سال اور بعض دو دو سال کے بعد کھانے کے قابل بنتی ہیں۔ وہی اجزاء اگر اسی وقت باہم ملا کر کھا لو تو ایسا فائدہ نہیں دیں گے لیکن اگر دو سال کے بعد کھاؤ تو تریاق بن جائیں گے۔ تو بعض دوائیں اکیلی فائدہ نہیں دیتیں بلکہ وقت بھی ان کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایسی ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں ہیں جن کا وقت خود ایک اہم جزو ہوتا ہے۔ کوئی نئی چیز ان میں داخل نہیں کی جاتی صرف وقت ان کے ساتھ شامل کر لیا جاتا ہے۔ اور کچھ سے کچھ ہو جاتی ہیں۔ اور جب وقت شامل نہیں ہوتا تو وہ مفید نہیں ہوتیں یہی حال

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات

کا ہے اس کی بعض تعلیمیں کبھی نہ پختہ ہوتی ہیں اور نہ کبھی ان کا قوام عمدہ اور لطیف ہوتا ہے جب تک متواتر کئی نسلیں ان کو اختیار کرتی چلی جائیں جب مسلسل کئی نسلیں ان تعلیموں پر عمل کرتی چلی جاتی ہیں تب وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور

دنیا کے لئے حیرت انگیز طور پر مفید بن جاتی ہیں۔ خصوصاً جو جماعت اور جو نظام جمالی رنگ میں ہو لیکن

عیسوی سلسلہ کے اصول کے مطابق

وہ ایک لمبے عرصہ کے بعد پختہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ دو دو تین سو سال کے بعد پختگی حاصل ہوتی ہے گویا اس کی مثال اُن اعلیٰ درجہ کی معجونوں یا برشعثا کی قسم کی دواؤں کی سی ہوتی ہے جو ایک لمبے عرصہ کے بعد اپنی خوبی ظاہر کرتی ہیں۔ ہمارا سلسلہ بھی عیسوی سلسلہ ہے۔ اور اس کی خوبیاں بھی تبھی ظاہر ہو سکتی ہیں جب ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جائے جس طرح بعض دواؤں کو ایک لمبے عرصہ تک دفن رکھ کر انہیں مفید بننے کا موقعہ دیا جاتا ہے اور اگر یہ موقعہ نہ دیا جائے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ ہم عمداً اس دوائی کو خراب کرتے ہیں اسی طرح ضروری ہوتا ہے کہ

جمالی تعلیموں کے نیک نتائج

کو بھی ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جائے مگر دواؤں میں سے تو کوئی دوائی زمین میں دفن کی جاتی ہے کوئی جَو میں دفن کی جاتی ہے کوئی گیہوں میں دفن کی جاتی ہے۔ مگر جمالی تعلیم ایک لمبے عرصہ تک اپنے دلوں میں دفن کی جاتی ہے۔ جب ایک لمبے عرصہ تک اس تعلیم کو اپنے دلوں میں جگہ دی جاتی ہے۔ تو یہ اعلیٰ درجہ کی معجون بن جاتی ہے۔ ایسی معجون جو تریاق ہوتی ہے اور جو مُردہ کو بھی زندہ کر دیتی ہے پس قانون قدرت کا یہ نکتہ ہمیں بھلا نہیں دینا چاہیئے۔ نادانی کی وجہ سے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب احمدی ہیں تو دُعا کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام قدرت میں ایسی کئی مثالیں رکھ دی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض چیزوں کے لئے مدت کی لمبائی بھی ایک جزو ہوتی ہے۔ اسی لئے میں نے [illegible]

مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد

رکھتے ہوئے میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو۔ اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔

تو مذہبی تعلیموں کی اشاعت کے لئے خصوصاً عیسوی نقش پر چلنے والی اور جمالی رنگ اپنے اندر رکھنے والی تعلیموں کے لئے

ایک لمبے عرصہ تک مسلسل اور متواتر کام کرنے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ یہ تسلسل تبھی قائم رہ سکتا ہے جب آئندہ اولادوں کی اصلاح کی جائے جس شخص کے دل میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے وہ تو اپنی موت تک اس راستہ کو نہیں چھوڑتا اور چاہے اس کی گردن پر تلوار رکھ دی جائے وہ اپنی اولادوں کی اصلاح کے خیال سے غافل نہیں رہتا۔ ہاں وہ جب مر جاتے۔ تو پھر وہ اپنی اولاد کی اصلاح کا ذمہ دار نہیں۔ ذمہ داری صرف زندگی تک عائد ہوتی ہے۔ ورنہ جس دن کوئی شخص مر جائے اُسی دن وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور تو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کے ایک نبی ہیں ان سے بھی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی جواب دیں گے کہ حضور جب تک میں زندہ رہا لوگوں کا ذمہ دار رہا لیکن جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو پھر مجھے کیا پتہ کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اب دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک نبی ہیں مگر موت کے بعد لوگوں میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کی اُن پر بھی ذمہ داری نہیں۔ لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کا کوئی مثیل کھڑا ہو جاتا ہے جو لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام اُن کے حواریوں کی اولادوں کی طرف منتقل ہو جاتا تو یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی اس قدر خرابی رونما نہ ہوتی جس قدر کہ عیسائیت میں رونما ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر اسلام میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی تو اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے اُن کی ایسی اولادیں [illegible] جنہوں نے

اپنے باپ دادا کے کام کو سنبھال لیا

اور وہ سلسلہ چلتا چلا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا اور یہی وعدہ ہے۔ جو درحقیقت آپ کی سب سے بڑی فضیلت ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے اور تمہاری اولادوں میں سے ہی ایسے لوگ کھڑے کر دیں گے جو اسلام کے گرتے ہوئے جھنڈے کو سنبھال لیں گے۔

اور اسلام کو ترقی اور عروج کی منزلوں تک لے جائیں گے۔ یہی وعدہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر عظمت اور بڑائی ثابت کرتا ہے۔ انبیاء سابقین کے کاموں کے تسلسل اور قیام کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا کہ قریب کے زمانہ میں تیری جماعت دین کی خدمت کرے گی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر آئندہ بھی کوئی خرابی پیدا ہوگی۔ تو تیری روحانی اولاد میں سے ہم کسی شخص کو کھڑا کر دیں گے اور وہ پھر تیری عظمت کو دنیا میں قائم کر دے گا چنانچہ اس زمانہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے بالکل بھلا دیا۔ جب اسلام سے وہ کوسوں دور جا پڑے تھے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کہلانے والے اپنے آبائی مذہب کی تحقیر و تذلیل پر اُتر آئے تو مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا

قرار دے کر کھڑا کر دیا اور اس نے پھر اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کر دیا اب اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی حفاظت کا یہ سامان نہ ہوتا اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نہ ہوتی تو آج اسلام کی کونسی چیز باقی رہ گئی تھی مگر اس کامل تباہی میں سے زندگی کے آثار کس طرح پیدا ہو گئے؟ اسی طرح پیدا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا اور اُسے وہ تمام قوتیں دیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی بیٹے میں موجود ہونی چاہئیں وہ آیا اور اس نے اسلام کو اس رنگ میں مذاہب عالم پر غالب اور برتر ثابت کیا کہ اب بجائے بڑھاپے کے اس میں جوانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا ان جوانی کے آثار کو محسوس کر رہی ہے کجا وہ زمانہ تھا کہ لوگ کہتے تھے اب اسلام مٹا کہ مٹا اور کجا یہ زمانہ ہے کہ اب لوگ تسلیم کر رہے ہیں کہ اسلام حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ مذاہب عالم کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے ہٹلر نے کئی سال ہوئے جبکہ ابھی وہ برسر اقتدار نہیں آیا تھا۔ ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ہے "میری جدوجہد" اس کتاب میں اُس نے اپنے اغراض اور اپنی کوششوں کے مقاصد بیان کئے ہیں مجھے اس کتاب کے ایک فقرہ سے گو وہ حقیقت کو ذہن میں نہ رکھ کر لکھا گیا معلوم نہیں ہوتا مجھے بہت ہی مزہ آیا کیونکہ اس میں

احمدیت کی طاقت کا اقرار

کیا گیا ہے۔ ہٹلر اس کتاب میں عیسائیوں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ سخت غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور وہ حکومتوں کو اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ وہ گرجاؤں کے معاملہ میں دخل دیں کیونکہ گرجا کے ارباب عقل سے کام نہیں لے رہے اور خواہ مخواہ حکومتوں کے معاملات میں دخل دے رہے ہیں وہ لکھتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مذہب کو سیاسیات کا ہتھیار کیوں بنایا گیا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ مذہب کو مذہب کی حدود میں رکھتے انہوں نے اسے سیاسی قوت کے حصول کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے اور اپنی اغراض کے ماتحت لاکھوں مشنری ایشیا اور افریقہ میں پھیلا رکھے ہیں تاکہ ان کو سیاسی اقتدار حاصل ہو اور اس امر کا خیال نہیں کیا جاتا کہ کروڑوں عیسائی خود یورپ میں دہریہ ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سچے مذہب کی اشاعت کی فکر نہیں بلکہ سیاسی طاقت کے حصول کی فکر ہے۔ اگر انہیں یہی خواہش ہوتی کہ لوگوں کو سچے مذہب کا راستہ بتایا جائے تو انہیں چاہیئے تھا کہ بجائے غیروں کے وہ اپنوں کی فکر کرتے۔ مگر وہ اپنوں کی تو فکر نہیں کرتے اور دوسروں کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مذہب ان کے مدنظر نہیں پھر اس کے ساتھ ہی وہ لکھتا ہے کہ گو یہ ایشیا اور افریقہ میں اپنا مذہب پھیلانے کی جدوجہد کر رہے ہیں مگر ایشیا اور افریقہ میں بھی ان کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔ کیونکہ وہاں مسلمان مشنری لوگوں کو اسلام میں واپس لا رہے ہیں۔ اور عیسائی مشنریوں سے زیادہ کامیاب ہیں۔ اب

وہ مشنری جو اسلام کی صحیح خدمت کر رہے ہیں

اور عیسائیوں کا مقابلہ کر کے لوگوں کو پھر اسلام میں واپس لا رہے ہیں سوائے احمدیوں کے اور کون ہیں؟

بہرحال اس فقرہ سے گو احمدیہ جماعت اس کے ذہن میں نہیں پھر بھی اس نے جماعت احمدیہ کی طاقت کا اقرار کیا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں جو لوگ اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو پھر اسلام میں واپس لا رہے ہیں ان کی جدوجہد کے مقابل پر مسیحی مشنری ناکام ہو رہے ہیں تو حق یہ ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے بعد

جو تسلسل اسلام میں اللہ تعالیٰ نے قائم

کر دیا ہے۔ اس کا دنیا کے قلوب پر نہایت گہرا اثر ہے یا تو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام مٹا اور یا اب یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں دوبارہ زندگی پیدا ہو گئی ہے اور یہ پھر دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرنے لگ گیا ہے۔ اس عظیم الشان تغیر پر جہاں ہمارا حق ہے کہ ہم خوش ہوں۔ وہاں ہمیں یہ امر بھی کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر ہم نے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا تو یہ ہلاکت موت کی علامت ہو گی۔ پس ضروری ہے کہ ہم اس تسلسل کو قائم رکھیں۔ مصلح انبیاء ہمیشہ لا مسلہ لا فصلہ پر آیا کرتے ہیں۔ اور یہ کام ان کی امتوں کا ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولادوں کی اصلاح کریں اور ان کے دلوں میں انبیاء کی تعلیمات کو مضبوطی سے گاڑ دیں اور اس طرح مذہب کی طاقت کو بڑھاتے چلے جائیں۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد جب عالمگیر تنزل ہو جاتے تو اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح نبی مبعوث ہوا کرتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ہمارا جو زمانہ ہے یہ بھی ایسا نہیں کہ اس میں جلد ہی کوئی اور نبی مبعوث ہو۔ ہم اللہ تعالےٰ کی طاقتوں کو محدود نہیں کرتے۔ اس سے کوئی بعید بات نہیں کہ وہ کسی اور نبی کو بھیج دے۔ لیکن بظاہر یہ ایسا زمانہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جماعت کو ایک نئے نبی کی قیادت میں کام کرنے کی بجائے خلفاء موعود و غیر موعود کی قیادت کے ماتحت کام کرنا ہوگا۔

پس ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے اور درحقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی انجمن قائم کی ہے۔ تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔"

(ملخصاً۔ الفضل ۷ ارفروری ۱۹۳۹ء)

بھوک سے نجات کا مسئلہ

(بقیہ صفحہ ۲)

اسی طرح مرغبانی بھی ایک نفع بخش ذریعہ ہے۔ ہمارے ہاں پنجاب میں پچھلے سالوں میں اس کا بڑا چرچا تھا۔ لوگوں نے جگہ جگہ مرغی خانے کھول لئے مگر نہ جانے کیوں فیل ہو گئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرغی خانوں کے فیل ہونے کی وجوہات کا پتہ لگایا جائے اور پیش آمدہ دقتوں کو دور کر کے ان کو کامیاب بنایا جائے۔ اس سے عوام کی صحت کے لئے متوازن غذا کا ضروری حصہ آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔

پھر اناج کی منصفانہ تقسیم بھی اس مسئلہ کے بہترین حل کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ذخیرہ اندوزی پر کڑی نظر رکھی جائے۔ بنکوں سے اناج کے لئے سودی روپیہ قطعاً نہ دیا جائے بلکہ اناج کھلے عام بازاروں میں آئے اور غلہ کی قیمتیں عام سطح سے بڑھنے نہ پائیں اس سے ضروریات زندگی کی سبھی اشیاء کی گرانی پر ایک خوشگوار اثر پڑے گا۔ اور عوام ہوشربا گرانی کے جنگل سے نجات پائیں گے۔ دراصل یہ ذخیرہ اندوزی اور پھر غلہ کی منہ مانگی قیمتیں ہی ہیں جو عوام کی پریشانیوں کو بڑھا رہی ہیں۔

پس یہ چند عملی صورتیں ہیں جس سے ایک طرف ملک کی غذائی صورت حال سدھر سکتی ہے۔ تو دوسری طرف عالمی سطح پر بھوک سے نجات کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے اس میں ہمارا اپنا ملک بھی ایک بڑا حصہ ڈال سکتا ہے!!

منقولات

ہندو مسلم اتحاد

راجہ جی کی ایک اتحاد پرور تقریر

"ہندو مسلم اتحاد" کے عنوان سے مدراس کے ہفتہ وار انگریزی پرچہ سوراجیہ میں جو مسٹر راج گوپال آچاریہ کے خیالات کا خصوصی علمبردار ہے، مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کے قلم سے یہ خط شائع ہوا ہے:۔

"مسٹر سی راج گوپال آچاریہ نے ۱۹۳۹ء میں ایک بہت ہی دلچسپ اور فی الحقیقت اہم تقریر کی تھی جو زیادہ سے زیادہ اشاعت کے قابل تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس تقریر میں راجہ جی نے وزیر اعلیٰ مدراس کی حیثیت سے مسلمانوں کے ایک اجتماع میں یہ فرمایا تھا۔

میں اپنے خیال میں اپنا شمار ان کثیر التعداد ہندوؤں میں کر سکتا ہوں جو پیغمبر اسلام کو خدا کے پیغمبروں میں سے ایک سمجھتے ہیں۔ اگر آپ (یعنی مسلمان) قدرتاً انہیں بہترین تازہ ترین اور خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لیکن آپ اگر میرا مفہوم غلط نہ سمجھیں تو میں ہندوؤں کی بڑی اکثریت کی طرف سے جن کی نمائندگی کا میں دعوے کر سکتا ہوں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندو بھی آپ کے پیغمبر کو خدا کے بھیجے ہوئے پیمبروں میں سے ایک بڑا پیمبر سمجھتے ہیں۔

(یہ رپورٹ دکن ٹائمز مدراس ۲۸ر مئی کی اشاعت میں نکلی تھی اور ایسی ہی ایک رپورٹ ہندو مدراس کی اشاعت ۳۱ر مئی ۱۹۳۹ء میں نکلی تھی)

اگر ہندوؤں کا نقطۂ نظر یہی ہے تو پھر ہر شخص کے لئے یہ حیرت کی بات ہے کہ اس کے بعد ان دو بڑی ملتوں میں تفرقہ و اختلاف کی کیا وجہ رہ جاتی ہے اس کی تمنا ہے کہ ہندو قوم اپنے اس نقطۂ نظر کو واضح متعین اور غیر مبہم طور سے ظاہر کر دے۔

راجہ جی نے آگے چل کر فرمایا:۔

"ہم عزت و احترام کا برتاؤ کر کے باہمی عزت و احترام کو ترقی دے سکتے ہیں۔ اگر ہندو پیغمبر اسلام کی عزت و توقیر اپنے معاملہ اور نقطۂ نظر و رجحان میں ظاہر کریں تو اس میں ذرا شک نہیں کہ مسلمان بھی اسی قسم کا احترام ان چیزوں کے بارہ میں ظاہر کریں گے جنہیں ہندو قابل احترام و تعظیم سمجھتے ہیں"

یہ قول بالکل ٹھیک ہے اگر ملک میں چند اور راجہ جی کے ہم انداز اور سری پرکاش موجود ہوتے تو ہر وقت ہو یا نہ ہو ج سنا رہنے والا ہندو مسلم مسئلہ کبھی کا حل ہو چکا ہوتا ۔۔۔ مسلمانوں کی جانب سے مجھے سب کو یہ یقین دلانا ہے کہ تمام پچھلی الہامی کتابوں پر پورا اور مکمل ایمان اور سارے گذشتہ انبیاء پیغمبروں اور رشد لانے والوں پر جو خدا کی طرف سے دنیا کی کسی اقوام میں یا کسی ملک میں کسی زمانہ میں بھی بھیجے گئے تھے مکمل ایمان و عقیدہ رکھنا قرآن کے اہم بنیادی اصولوں میں ایک ہے۔

(ریاست جدید کانپور بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۵ اپریل ۶۵ء)

دعائے مغفرت

مورخہ یکم و ۲ر اکتوبر کی شب کو عاجز کی والدہ صاحبہ ایک لمبے عرصہ تک صاحب فراش رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا فرمائیں کہ مولا کریم مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور جنت کے بلند مقام میں جگہ نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

مرحومہ کے پاس حسن اتفاق سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک تبرک کا ٹکڑا موجود تھا جسے مرحومہ کے کفن کے ساتھ منسلک کر کے سپرد خاک کر دیا گیا۔ احباب کرام مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ نوازش ہو گی۔ مرحومہ مخلص احمدی خاتون تھیں۔

عاجز شیخ عبدالستار احمدی
سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوٹیہ اڑیسہ

اعلانِ دعا

مکرم الیس اے منیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ساگر کچھ مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں انکی درخواست ہے کہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی پریشانیاں دور فرمائے اور انکی تجارت میں نمایاں ترقی عطا کرے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

پنجابی صوبہ کا جواب

(بقیہ صفحہ ۸)

لیکن اکالیوں کی اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں پنجابی زبان کی فکر نہیں ہے۔ وہ تو اس کے ذریعہ سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی اگست ۱۹۶۱ء میں لوک سبھا میں بیان دیتے ہوئے یہ واضح کر دیا تھا کہ پنجابی زبان کے لئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا تھا کر دیا گیا ہے۔ اس سے آگے جانے کی گنجائش نہیں۔ اس صورت میں اگر اکالیوں یا اکالی نما کانگرسیوں کی طرف سے کوئی نیا مطالبہ پیش کیا جائے۔ تو اُسے کیسے منظور کیا جا سکتا ہے

لیکن اکالی اپنا یہ مطالبہ واپس نہیں لیں گے۔ اس لئے یہ ضروری سا ہے کہ اس کے جواب میں ہندی پریمی بھی اپنا مطالبہ پیش کر دیں اور وہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہندی کو پنجاب کی واحد بھاشا قرار دیا جائے۔ ہم دونوں بھاشاؤں کو پنجاب کی راج بھاشائیں تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اگر اکالی اس کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر ہندی ہی اس صوبہ کی بھاشا بن سکتی ہے جسے دو کروڑ میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ اشخاص اپنی بھاشا کہتے ہیں۔ ریجنل فارمولا کے ساتھ ایک مسئلہ طے ہو چکا تھا لیکن اکالیوں نے گڑے مُردے اکھاڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ وہ دلیل اور بحث کے ذریعہ کسی کو قائل کرنے کو تیار نہیں۔ دھمکیوں سے وہ اس مسئلہ کا حل کرنا چاہتے ہیں جو کبھی نہ ہوگا۔ — (ویر بھارت)

قسط نمبر ۳

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند تابندہ گوشے

از بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مولوی فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ قادیان

چوتھی دلیل ۔ امور غیبیہ پر اطلاع

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔

(سورۃ الجن ع ۲)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لئے وہ اپنے غیب کے متعلق سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے کسی کو بکثرت اطلاع نہیں دیتا۔ پس کسی مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ایک زبردست معیار یہ بھی ہے۔ کہ عالم الغیب خدا کے ساتھ اُس کا سچا تعلق ہونے کی وجہ سے اُسے غیب سے بھی بکثرت اطلاع ملے بالخصوص ہمارے اس زمانہ میں جبکہ ہر سمت مادیت کا غلبہ ہے۔ خدا کی یاد دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے۔ اور ہر متنفس انہماک دنیا کی وجہ سے گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ نہ کوئی ہمارا خالق نہ کوئی مالک۔ نہ اس دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا ضروری تھا کہ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے کہ میں ہوں۔ اور تم سب انسان۔ حیوان۔ شجر و حجر زمین و آسمان شاہ و گدا میرے قبضہ قدرت میں ہو۔ پس اس قادر و توانا ہستی کے ثبوتوں میں سے ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ اس نے اس زمانہ میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر بذریعہ الہام ایسے امور غیبیہ کھولے جو نہ کسی قیافہ دان کے قیافہ نہ کسی رمال کی اٹکل نہ کسی نجومی کی نجومی پیش از وقت تجویز کر سکتی ہے۔ آپ نے ان پیش خبریوں کو ڈنکے کی چوٹ اشتہارات و اخبارات اور کتابوں میں شائع کیا۔ اور ٹھیک مقررہ معیاد اسی طرح ظہور میں آیا۔ جیسا کہ بتایا گیا تھا چنانچہ ذیل اُن سینکڑوں پیشگوئیوں میں سے بطور نمونہ چند ایک مشہور پیشگوئیاں درج کی جاتی ہیں جو موجودہ زمانہ کے مامور اور مصلح کی صداقت کا نشان بنیں اور بہت سے سعید افراد کی ہدایت کا موجب ہوئیں:۔

(۱) ۔ ایران کی نسبت پیشگوئی (جنوری ۱۹۰۶ء)

میں جب ایران کی حالت اچھی تھی اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایران میں غیر معمولی انقلاب آنے والے ہیں۔ ایسے وقت آپ کو الہام ہوا الہام ہوا "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد" یعنی شاہ ایران کے محل میں سخت تزلزل برپا ہوا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ پرانے زمانہ سے ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہے۔ مامور خدا کی اطلاع کے بعد یوں ہوا کہ ملک ایران کی رعایا نے بغاوت کر دی محمد علی شاہ شاہ ایران کو معزول کر دیا۔ اور اس کے لشکر کو ہزیمت اور شکست ہوئی۔ اور شاہ ایران اپنی جان بچا کر شاہ روس کے پاس پناہ گزیں ہوا۔ ملک میں ابتری پھیل گئی کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ الہام نے جس رنگ میں قبل از وقت خبر دی تھی واقعات اُسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عالم الغیب ہستی کے سوا کسی کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی عظیم خبر کے متعلق دنیا کو باخبر کر دے!!

۲۔ مسٹر عبد اللہ آتھم عیسائی کی نسبت پیشگوئی

۱۸۹۳ء کی بات ہے بمقام امرتسر عیسائیوں کے ساتھ ایک مباحثہ میں مسٹر عبد اللہ آتھم عیسائیت کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کا مد مقابل تھا۔ مباحثہ پندرہ روز جاری رہا۔ اس کے دوران ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ "دجال" کہا۔ جس پر خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت مرزا صاحب نے اعلان فرمایا کہ عبد اللہ آتھم کے اس جرم کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اگر آتھم حق کی طرف رجوع نہ کرے تو پندرہ ماہ کے عرصہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی عجیب رنگ میں پوری ہوئی۔ عبد اللہ آتھم نے بہت سے واقعات سے اپنا رجوع الی الحق ہونا ثابت کر دیا اس لئے وہ پندرہ ماہ میں موت سے بچ گیا لیکن جب عیسائیوں اور دیگر مخالفین نے شور مچایا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کو للکارا کہ تم سچی شہادت سے اخفاء نہ کرو۔ اور مخالفوں سے کہا کہ اگر تم لوگ اس دعوے میں سچے ہو کہ عبد اللہ آتھم نے رجوع نہیں کیا تو تم اسے کہو وہ حلف اٹھا کر کہہ دے کہ میں نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اگر اس حلف کے بعد وہ ایک سال تک زندہ رہ جائے تو میں جھوٹا ہوں اور ساتھ ہی چار ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ آتھم ہرگز قسم نہیں کھائے گا۔ اور فرمایا:۔

"اب اگر آتھم صاحب قسم کھا لیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھائیں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا اور وہ دن نزدیک ہیں دُور نہیں (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صلا)۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری اشتہار پر ابھی سات مہینے نہیں گزرے تھے کہ آتھم ۲۷ر جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور راہی ملکِ عدم ہوا۔ خدا تعالیٰ نے آتھم کی موت کے ذریعہ ایک طرف تو اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان دکھا دیا تو دوسری طرف عالم الغیب خدا نے اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آتھم کے انجام کی قبل از وقت اطلاع دے کر بتا دیا کہ آپ کا تعلق اُس کی ذات سے سچا اور برحق ہے!!

۳۔ طاعون کے متعلق پیشگوئی

۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ اشتہار یہ الہام شائع فرمایا:۔

غضبت غضبًا شدیدًا الامراض تشاع والنفوس تضاع الا الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ انی احفظ الجیش فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد۔ (اشتہار دافع البلاء ۱۹۰۲ء)

یعنی میرا غضب سخت بھڑک اٹھا بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے اور اپنے ایمانوں میں شبہ و نفاق کی کوئی ملونی نہ ہوگی وہ امن میں رہیں گے اور ان کو نجات کی راہ ملے گی۔ ہم زمین کو اسکے اطراف سے گھٹاتے ہوئے آرہے ہیں اور میں اپنا لشکر تیار کر رہا ہوں اور وقت آتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں سوتے رہ جائیں گے جیسے کوئی مُردہ پڑا ہے اس کے بعد ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ طاعونی جہنم میں ایک بھی نہ ٹھہرے گا۔

اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ۱۹۰۶ء کے موسم بہار میں مرض طاعون پنجاب میں اسقدر ترقی کر گیا کہ گویا قیامت برپا ہو گئی تھی۔ تمام جانیں سہم گئیں اور ہر ایک متفکر معلوم ہوتا تھا۔ شام کے وقت دوست ایک دوسرے سے اس طور پر جُدا ہوتے تھے کہ شاید کبھی پھر ملاقات کا موقع ملے یا نہ ملے کسی کو اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں رہا تھا۔ قارئین اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۶ء تک جہاں باقی کل ہندوستان میں ۴۷۶۴۰۴ نفوس طاعون کا شکار ہوئے وہاں صرف پنجاب میں ۴۱۳۱۳۷ اموات ہوئیں۔ اور اس طرح خدا کے مرسل کی باتیں پوری ہوئیں۔ خوش قسمت ہے وہ جو ان پر غور کر کے ایمان لائے۔

۴۔ لنڈن میں تبلیغ اسلام کی نسبت پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس طرح سینکڑوں پیشگوئیاں قبل از وقت شائع کیں اسی طرح ایک یہ بھی پیشگوئی شائع کی کہ ہماری تبلیغ شہر لنڈن میں بھی ہوگی۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہیں:۔

"اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل زبان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔"

(ازالہ اوہام مطبوعہ قادیان جمادی الاول ۱۳۰۸ ہجری)

یہ پیشگوئی جس رنگ میں پوری ہوئی اور ہو رہی ہے اُس کے لئے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ کے مطابق آج اس شہر لنڈن میں جماعت احمدیہ کی ایک عالیشان مسجد ہے جو جماعت کی مستورات کے چندہ سے تعمیر ہوئی اور وہاں مستقل طور پر احمدیہ مشن قائم ہے اس مشن کے ذریعہ اہلِ انگلستان تک تبلیغ کو محدود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یورپ کے دیگر بہت سے ممالک میں احمدیہ مشنز قائم ہیں اور مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں اور کثیر تعداد میں سفید فام باشندگان کو حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق مل رہی ہے اور خدا کی قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں بڑی شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ مبارک ہے وہ انسان جو ان سب باتوں پر غور کرتا اور اپنی عاقبت درست کرتا ہے اور موجودہ زمانہ کے مصلح کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکر اُن آفات و مصائب سے بچاؤ کے سامان کر لیتا ہے جو ہر طرف منہ

وما علینا الا البلاغ

اخبار و آراء

انتخاب

پنجاب اسمبلی میں بھارتی فوج کے کارناموں کی سراہنا

چنڈی گڑھ ۱۴؍اکتوبر۔ آج پنجاب اسمبلی میں سردار گوبردھن سنگھ پرنسپل رلا رام کی طرف سے پاکستانی حملہ کی مذمت کا ریزولیوشن پیش کیا جس میں بھارتی فوجوں کی بہادری کی سراہنا کرتے ہوئے اُنہیں یقین دلایا گیا کہ سارا ملک ان کی پشت پر ہے ممبران نے حملہ آور کا کامیابی سے مقابلہ کرنے پر مرکزی سرکار کو مبارکباد دی۔ وزیر تعلیم شری پربودھ نے اپنی تقریر اس امر سے شروع کی "اے شہید ملک و ملت تیرے جذبوں پہ نثار، تیری قربانی کا چرچا غیر کی محفل میں ہے"۔ شری پربودھ نے بتایا کہ جوانوں کے کارناموں پر کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اُنہوں نے دیس بھگتی کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنی جانیں قربان کر دیں جنگ میں شہید ہوئے فوجیوں کے بے سہارا بچوں کو اپنانے کا کام ساری قوم کو لینا چاہیئے آپ نے اس بات پر اعتراض کیا کہ لوگ امریکہ اور برطانیہ کو گالیاں دیتے ہیں ہمیں جذبات میں آ کر ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے ان دلیشوں کی امداد سے ہم محروم ہو جائیں ذاتی طور پر مجھے پٹن ٹینک کا کیک بنا کر توڑے جانے سے ٹھیس لگی ہے۔ دلی میں پٹن ٹینک پرچہ تے بھی مارے گئے یہ سب نامناسب ہے تمام مغربی طاقتیں ہمارے خلاف نہیں۔ (پرتاپ جالندھر ۱۵؍۱۰؍۶۵)

ناگالینڈ میں خفیہ ریڈیو

شیلانگ ۱۴؍اکتوبر۔ یہ پتہ چلا ہے کہ ناگالینڈ میں کسی جگہ خفیہ ریڈیو قائم کر دیا گیا ہے اور حکام اس کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس ریڈیو سے عموماً صبح ۷ بجے سے ۹ بجے کے درمیان سُنا جاتا ہے۔ ریڈیو صرف بھارت پاکستان جھگڑے پر ہی تبصرہ کرتا ہے ریڈیو میں پاکستانیوں کو اپنا ساتھی قرار دیا جاتا ہے۔ اور ناگاؤں سے کہا جاتا ہے کہ وہ بھارتی یلغار کا سامنا کرنے کے لیئے تیار ہو جائیں باغی ناگا لیڈر شپ پاکستان کے اثر و رسوخ میں آتی جا رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس نے لڑائی بندی میں صرف ایک ماہ کی توسیع منظور کی ہے جبکہ بھارت سرکار ۳ ماہ تک توسیع کے لیئے تیار تھی (پرتاپ جالندھر ۱۵؍۱۰؍۶۵)

گورنمنٹ پریس جے پور کا پروف ریڈر معطل

جے پور ۱۱؍اکتوبر۔ آج راجستھان اسمبلی میں وزیر پرنٹنگ پریس شری ماتھر نے بتایا کہ جے پور گورنمنٹ پریس کا ایک پروف ریڈر معطل کر دیا گیا ہے۔ اس پر الزام ہے کہ اس نے پریس نے صوبہ کی سیکیورٹی کے متعلق ایک خفیہ رپورٹ کا راز فاش کر دیا۔ اس کے خلاف پولیس میں کیس رجسٹر کیا گیا ہے۔ شری بھیرو لال سنگھ شکھاوت (جن سنگھ) کی مانگ پر خفیہ پولیس کی تحقیقاتی رپورٹ بھی بتایا گیا ہے کہ پروف ریڈر جگ کشور خفیہ رپورٹ کا راز افشا کرنے کے لئے ذمہ دار ہے اور پریس کے سپرنٹنڈنٹ بھی لاپروائی کے لئے قصور وار رہیں۔

(پرتاپ دہلی ۱۰؍اکتوبر ۱۹۶۵ء)

خان عبدالغفار خان صاحب کے انٹرویو کے چند اقتباسات

اخبار پرتاپ جالندھر نے سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان صاحب سے ایک انٹرویو کی تفصیلات قسط وار شائع ہوئی ہیں۔ اس کے چند اقتباسات قارئین بدر کی دلچسپی اور واقفیت کے لئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

رپورٹر شری پیارے لال لکھتے ہیں:۔

"جب دن میں کابل سے ۵ میل دور خان عبدالغفار خان کی سرکاری رہائش گاہ دارلامان پہنچا اُس روز ہیلسنکی کی امن کانفرنس میں شمولیت کے بعد واپس آنے والے بھارتی وفد کے ممبر خان بادشاہ سے ملنے آئے۔ یہ وفد لگ بھگ ۸۰ ممبروں پر مشتمل تھا جن میں ممبران پارلیمنٹ، سرکردہ کانگرسی اور سوشل ورکر بھی شامل تھے اور وہ سب خان بادشاہ سے ملنے کے لئے بے تاب تھے ان سب کی طرف سے راجیہ سبھا کے ممبر علی اکبر خان نے خان بادشاہ سے کہا کہ بھارت کبھی خان بادشاہ اور ان کے خدائی خدمتگاروں کی طرف سے بھارت کو آزاد کرانے کی تحریک میں ادا کئے گئے حصہ کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اور آج بھی بھارت کے لوگوں کے دلوں میں اُن کے لئے پہلے سے بھی زیادہ عقیدت اور احترام کا جذبہ موجود ہے جس کے جواب میں خان عبدالغفار نے کہا:۔

اگرچہ میں خود اور خدائی خدمتگار لگاتار ۱۲ برس تک دیگر ہندوستانی لوگوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر آزادی کی جنگ لڑتے رہے ہیں لیکن آزادی حاصل کر لینے کے بعد بھارت نے ہمیں بلی چڑھا دیا اور بھیڑیوں کے آگے پھینک دیا۔ لیکن آپ نے کہا ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا۔ کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ اب بھی بھارت اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ جو اس نے پٹھانوں سے کیا تھا۔ خان بادشاہ نے یہ سوال ایسے معنے خیز طریقہ سے کیا کہ وفد کے ممبران کو کچھ جواب نہ بن پڑا ...... آپ نے کہا ملک کے بٹوارہ کے وقت گاندھی جی نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر پختونوں کو پاکستان میں دبانے کی کوشش کی گئی تو آزاد بھارت اُن کی جھٹ امداد کو پہنچ جائے گا مگر آپ نے افسردہ لہجے میں کہا کہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا گاندھی جی زندہ رہتے تو وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیتے۔ بھارت کو اب اپنی اس غلطی کا کفارہ کرنا ہوگا۔

انہوں نے کہا جب بٹوارہ کا فیصلہ میری مرضی کے خلاف ہو گیا تو کانگرس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں بیٹھے ہوئے مہاتما گاندھی نے مجھے کہا تھا کہ اگر پاکستان میں آپ لوگوں سے اچھا سلوک نہ کیا گیا یا انتقامیہ کارروائی کی گئی تو بھارت اس کی مزاحمت کرے گا اور ان کی پوری پوری حفاظت کرنا بھارت کا مقدس فرض ہوگا۔ اس کے بعد بٹوارہ ہو جانے کے بعد جب میرے ایک نزدیکی رشتہ دار دہلی میں مہاتما گاندھی سے ملے تو انہوں نے اپنے یہ الفاظ پھر دہرائے اور کہا تھا اگر پاکستان نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو بھارت اس کے ساتھ لڑائی کے لئے بھی تیار ہے"

رپورٹر آخر میں لکھتا ہے:۔

انہیں یہ شکوہ ہے کہ اس وقت جب بھارت کے لوگ آزادی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ وہ ان لوگوں کو بالکل بھول بیٹھے ہیں جنہوں نے بھارت کو آزادی کی یہ نعمت حاصل کرنے میں نہایت صبر آزما حالات میں مدد دی۔ خان بادشاہ کے یہ الفاظ آج بھی جب میرے کانوں میں گونجتے ہیں تو میرا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ اور جب کہ ونوبا جی گیتا کے شلوک کا حوالہ دے کر کہا کرتے ہیں کہ دوست اور ساتھی سے دھوکہ کرنا سب سے بڑا پاپ ہے۔ میں نے خان بادشاہ کے روبرو یہ اعتراف کیا کہ ونوبا جی کے کہنے کے مطابق واقعی ہم نے مترگھات کا پاپ کیا ہے۔ لیکن ماضی میں ایسا کرنے کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اب بھارت اپنا وعدہ نبھانے میں ڈھیل نہیں کرے گا اور اس سے جو کچھ بھی بن پڑیگا وہ اس سلسلہ میں ضرور کرے گا" (پرتاپ جالندھر ۱۵؍۱۰؍۶۵)

"کشمیر نیوز لیٹر" (از صراف) (چند اقتباسات)

بھارت کے ساتھ پاکستان کے اختلافات پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی شروع ہو گئے تھے جو کہ اس وقت مسلح تصادم کی شکل اختیار کر گئے۔ جبکہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان نے قبائلیوں کو آگے کر کے کشمیر پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد آج تک کشمیر کا جھگڑا اتحادی سبھا میں لٹکتا چلا آ رہا ہے اور اس معاملہ میں اب تک سرکار غلطی پر غلطی کرتی چلی آئی ہے۔ سورگیہ پردھان منتری پنڈت نہرو اس جھگڑے کو اپنا گھریلو معاملہ سمجھتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے کبھی بھی کسی کو اس میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اگرچہ پنڈت نہرو کو اپنے بین الاقوامی تارا ور ساکھ کا بہت خیال رہا ہے۔ لیکن انہوں نے گھریلو قومی مسائل کو ہمیشہ نظر انداز کیا جس کا جیتا جاگتا ثبوت مسئلہ کشمیر کے متعلق ان کی گومگو پالیسی تھی۔ پنڈت نہرو نے جہاں ایک طرف کشمیری لیڈروں کو یہ سبز جھنڈی دکھلا دی کہ وہ ریاست کے بھارت کے ساتھ قطعی الحاق کے سلسلہ میں آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلالیں اس کے ساتھ ہی انہوں نے اتحادی سبھا کو یہ یقین دلا دیا کہ کشمیر کی آئین ساز اسمبلی کی طرف سے کیا گیا کوئی بھی فیصلہ کشمیر کے متعلق اتحادی سبھا کے فیصلوں پر اثر انداز نہ ہوگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ریاستی لیڈر شپ میں بددلی اور مایوسی پھیل گئی۔

ایک طرف تو بھارت سرکار کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ کشمیر میں کوئی رائے شماری نہیں ہو سکتی کیونکہ پاکستان نے رائے شماری کے متعلق سکیورٹی کونسل کے ریزولیوشن کی شرائط پوری نہیں کیں۔ اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کشمیر کے سوال کی نوعیت ہی بدل گئی ہے۔ لیکن دوسری طرف بھارت سرکار پاکستان کے ساتھ کشمیر کے سوال پر بات چیت کرنے کے لئے ہمیشہ ہی تیار رہی ہے۔ پاکستان نے جب کبھی کشمیر کے سوال کو اتحادی سبھا میں زیر بحث لانے کی درخواست کی۔ بھارت سرکار فوراً ہی بحث کے لئے تیار ہو گئی۔ اور اُس نے جھٹ اپنا نمائندہ ایسے اجلاس میں شمولیت کی غرض سے بھیجا۔ حقیقت یہ ہے کہ خود بھارت سرکار نے کشمیر کے سوال کو اب تک زندہ رکھا ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔ اگر بھارت سرکار کشمیر کے متعلق کسی بحث میں حصہ لینے سے انکار کر دیتی۔ تو پاکستان اکیلا تو اس پر بحث کر نہیں سکتا تھا۔ خواہ اسے بڑی بڑی طاقتوں کی کتنی ہی حمایت کیوں نہ حاصل ہوتی۔ پھر خود پنڈت نہرو کشمیر کے سوال پر پاکستان کے مختلف لیڈروں سے بات

چیت کرتے رہے ہیں۔ اور اس طرح کشمیر کے غیر حقیقی حالات کو بڑھاوا دیتے رہے ہیں۔ ایک عام کشمیری یہ سوال کرتا ہے کہ مجھے کس طرح یہ یقین ہو سکتا ہے کہ کشمیر بھارت کا دیگر صوبوں کی طرح ایک اٹوٹ انگ ہے۔ جبکہ بھارت سرکار کشمیر کے مسئلہ کا کوئی حل ڈھونڈنے کی غرض سے پاکستان کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار ریاست کے اکثر لوگ عموماً کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے لیڈر ایک سانس میں تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ کشمیر بھی بمبئی۔ پنجاب یا کیرل کی طرح بھارت کا ایک حصہ ہے۔ لیکن دوسرے ہی سانس میں وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ وہ کشمیر کا مسئلہ پُر امن طریقے سے حل کرنے اور پاکستان کے ساتھ دوست پڑوسیوں کی طرح رہنے کے خواہشمند ہیں۔ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ وہ بمبئی۔ پنجاب یا کیرل کے سوال پر پاکستان کے ساتھ بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔ پھر کشمیر کے متعلق ایسا کیوں کہا جاتا ہے۔ بھارت سرکار خود تو کشمیر کے متعلق پاکستان کے ساتھ بات چیت کرنے میں مصروف ہے۔ اور دونوں ملکوں کے وزراء خارجہ کئی مرتبہ اس سوال پر بات چیت کرنے کے لئے ملاقاتیں کر چکے ہیں۔ لیکن بھارت سرکار اپنے روس جیسے دوست ممالک سے یہ چاہتی ہے کہ وہ یہ اعلان کرتا رہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ اس سے زیادہ عجیب و غریب ڈھلمل اور گونگو پالیسی اور کیا ہو سکتی ہے۔

بھلا ہو ہمارے آہنی عزم کے مالک فولادی انسان موجودہ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری جی کا جن کی حکمت عملی کی بدولت اب کشمیر کے بارے میں ایک نیا باب کھل گیا ہے۔ اور پُرانے اعلان اور بیانات گہرے دفن کئے جا رہے ہیں۔۔ اور پاکستان کے حکمرانوں کو واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ اب بھارت وہ پہلا سا بھارت نہیں رہا۔ لہٰذا وہ کشمیر حاصل کرنے کے خواب لینا چھوڑ دے۔ ہمارے پردھان منتری شری شاستری نے کشمیر کے متعلق ملک کے اندر اور باہر جو دو ٹوک اور سخت رویہ اختیار کیا ہے اس سے گھبرا کر پاکستان نے ہمارے دشمن چین کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے کشمیر پر مسلح حملہ کر دیا۔ کشمیری عوام نے اس نازک موقعہ پر اپنے پردھان منتری کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور اُن پر زور دیا کہ اُنہیں کشمیر کے سوال پر بڑی طاقتوں کے دباؤ میں آکر ہرگز نہیں کھیلنا چاہیئے۔ (پرتاپ ۱۵ ۱۰/۶۵)

آراء

اگر پنجاب کا بٹوارہ ہوا

پنجابی صوبہ بنے گا یا نہیں۔ اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔ لیکن جو لوگ پنجاب کی تقسیم کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ اُنہوں نے ابھی تک یہ محسوس نہیں کیا کہ اگر اس صوبہ کا بٹوارہ ہوتا ہے تو اس کی شکل کیا بن جائے گی۔ ایک طرف سردار گورنام سنگھ پنجابی صوبہ کے چیف منسٹر بننے کے خواب لے رہے ہیں۔ دوسری طرف چودھری دیوی لال ہریانہ پرانت کے چیف منسٹر بننے کے لیکن دونوں نے یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ بٹوارہ کا نتیجہ کیا ہوگا۔

پہلی بات جو بالکل واضح ہے وہ یہ کہ اگر بٹوارہ ہُوا تو اس صوبہ کے دو نہیں بلکہ تین ٹکڑے ہوں گے اگر پنجابی صوبہ اور ہریانہ پرانت بن سکتے ہیں تو پہاڑی صوبہ بھی بن سکتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ شملہ، کانگڑہ اور ہوشیار پور اور گورداسپور کو پنجابی صوبہ یا ہریانہ پرانت کے ساتھ منسلک کیا جائے۔ ان علاقوں کو ہماچل کے ساتھ ملا کر ایک نیا صوبہ بنایا جا سکتا ہے جس بنا پر پنجابی صوبہ اور ہریانہ پرانت بن سکتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ پہاڑی صوبہ بھی بن سکتا ہے اور بننا چاہیئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنت فتح سنگھ کہتے ہیں کہ وہ بھاشا کے آدھار پر پنجابی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں وہ ہوشیار پور کو اس میں شامل نہیں کر سکتے۔ پچھلی مردم شماری کے مطابق ضلع ہوشیار پور میں جن لوگوں نے اپنی بھاشا ہندی لکھوائی ہے ان کی تعداد چھ لاکھ ۴۹ ہزار ۲۲۲ ہے۔ اور جنہوں نے پنجابی لکھوائی ہے ان کی پانچ لاکھ ۹۷ ہزار ۷۰۴ ہے۔ یعنی کل آبادی کے ۵۲٫۰۳ فیصدی ہندی والے ہیں اور ۴۷ فیصدی پنجابی والے۔ سنت فتح سنگھ کے معیار کے مطابق بھی ضلع ہوشیار پور پنجابی صوبہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ضلع گورداسپور میں جن لوگوں نے اپنی زبان ہندی لکھوائی ہے ان کی تعداد چار لاکھ ۳۸ ہزار ۱۰۷ ہے۔ اور جنہوں نے پنجابی لکھوائی ہے ان کی تعداد چار لاکھ ۹۱ ہزار ۷۴۷ ہے۔ یعنی ہندی والے کل آبادی کے ۴۹ فیصدی ہیں۔ اور پنجابی والے ۹ء۷ فیصدی صرف آٹھ ہزار کا فرق ہے۔ ایک لمحہ کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ گورداسپور کی اکثریت نے پنجابی کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اس لئے اسے پنجابی صوبہ میں شامل کیا جائے تو اس ضلع کے وہ علاقے تو کٹ ہی سکتے ہیں جہاں صرف ہندی چلتی ہے اور جو پہاڑ کے نزدیک ہیں اور ایک پہاڑی صوبہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر ضلع انبالہ میں کھرڑ اور روپڑ کی تحصیلیں نکالی جا سکتی ہیں کہ وہاں پنجابی چلتی ہے۔ تو ضلع گورداسپور میں پٹھانکوٹ اور گورداسپور کی تحصیلیں کیوں نہیں نکالی جا سکتیں۔ اس سلسلہ میں اس امر پر بھی غور کرنا ہوگا کہ اس ضلع میں

پنجابی کے دعویداروں کی تعداد ہندی کے دعویداروں سے صرف آٹھ ہزار زیادہ ہے لیکن ہندوؤں کی تعداد سکھوں سے ۷۰ ہزار زیادہ ہے۔ اگر اس ضلع میں ایک بار پھر سے شماری کرائی جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ ضلع کدھر جانا چاہتا ہے۔ ان دو ضلعوں کے کٹ جانے کے بعد اور امرتسر اور فیروزپور کی جو حالت جنگ کی وجہ سے اب ہو گئی ہے یا آئندہ ہو سکتی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو پنجابی صوبہ بنایا جائے گا۔ وہ کیا ہوگا۔ پنجاب کے دو بڑے صنعتی شہر ہیں ایک امرتسر اور دوسرا لدھیانہ۔ امرتسر کا مستقبل مخدوش ہے۔ پنجاب کی تقسیم ہو جانے کے بعد لدھیانہ بھی کس حد تک ایک صنعتی مرکز بنے گا۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (روزنامہ پرتاپ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۶۵ء)

اعتدال اور توازن کی راہ

کشمیر کے بارے میں ہندوستانی مسلمانوں نے بڑی جرأت اور دانشمندی سے کام لیا ہے۔ چھ کروڑ مسلمانوں میں ایک بھی مسلمان ایسا نہیں جس نے کشمیر کے مسئلہ پر قومی نقطۂ نگاہ سے الگ ہو کر سوچا ہو۔ یہ بات نہیں کہ وہ اپنے ذہن پر اعتماد کرتے ہوئے سمجھا دہ نہیں سوچ سکتے یا انہوں نے اپنے دماغوں پر تالے ڈال دیئے ہیں اور ان کے انداز فکر میں تنوع باقی نہیں رہا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس مسئلے پر اپنے پورے تعاون اور اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں اور اس نازک موقع پر کوئی الگ راہ اختیار کرنا موقع و محل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ ان کا معاملہ دوسرے طبقات کے مقابلہ میں بالکل دوسرا ہے۔ اگر وہ لگی بندھی راہ سے ہٹ کر کوئی دوسری راہ اختیار کریں گے۔ تو انہیں نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

بلاشبہ مسٹر جے پرکاش نرائن آج بھی مسئلہ کشمیر کا حل استصواب میں دیکھتے ہیں آچاریہ ونوبا بھاوے بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے کہ اب کشمیر کا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ مسئلہ موجود ہے اور اس کا حل بھی ضروری ہے بائیں بازو کے کمیونسٹ لیڈر مسٹر نمبودری پد بھی برملا کہہ سکتے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ متنازعہ ہے اور یہ غلط ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ ماسٹر تارا سنگھ بھی اپنے اخبار میں لکھ سکتے ہیں کہ کشمیری عوام کو حقِ خود اختیاری ملنا چاہیئے۔ اور اس کا طریقہ صرف رائے شماری ہی ہو سکتا ہے لیکن ہم مسلمانوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ ان لیڈروں کی دیکھا دیکھی عام شاہ راہ سے ہٹنے کی کوشش نہ کریں۔ جن لوگوں کے نام گنائے گئے ہیں۔ حکومت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن اگر کسی مسلمان نے بھی آچاریہ ونوبا بھاوے کی بولی کو اپنایا تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا اس لئے یہ بات ایک گونہ اطمینان بخش ہے کہ مسلمان انجام پر نظر رکھتے ہوئے بھی کبھی دوسروں کی سُر میں سُر نہیں ملا سکتے۔

البتہ ہم مسلم اخبارات سے عرض کریں گے کہ وہ ہند اور پاکستان پر نظر رکھتے ہوئے مسلمانانِ ہند کے اپنے مسائل سے بے اعتنائی نہ برتیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلم اخبارات آنکھیں بند کر کے جنگ اور اس کے متعلقات پر برابر لکھتے چلے جا رہے ہیں اور توازن ان کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے مسلمانوں کا تعلیمی مسئلہ بھی ہے۔ اور اقتصادی مسئلہ بھی۔ ان کی غربت اور پس ماندگی بھی ہے اور ملازمتوں سے محرومی بھی۔ مسلم یونیورسٹی کا معاملہ بھی ہے۔ اور زبان کا مسئلہ بھی۔ ان کی آبرومندانہ شہریت بھی ہے اور آئندہ فسادات کو روکنا بھی۔ مسلمانوں کی اصلاح بھی ہے اور ان کی بے اعتدالیوں کا علاج بھی۔ اسی طرح ان کے اور بے شمار مسائل ہیں۔ اگر ان کو مسلم پریس نے نظر انداز کر دیا اور صرف ہندوستان اور پاکستان پر ہی لکھتے رہے تو انہیں تھامنے اور صحیح راہ دکھلانے کے لئے کون آئے گا۔ چین۔ امریکہ۔ برطانیہ پر بہت کچھ لکھ چکے اب انہیں توازن کے ساتھ اپنے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے۔ یہ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے۔ خدانخواستہ کوئی شکایت نہیں ہے۔ (الجمعیۃ دہلی ۱۴ ۱۰/۶۵)

پنجابی صوبہ کا جواب

اکالی دوستوں کو شکایت نہ ہونی چاہیئے اگر اُنکے مطالبہ پنجابی صوبہ کے جواب میں ہندوؤں کی طرف سے بھی کوئی ایسا مطالبہ پیش کر دیا جائے جو اُنہیں ناخوشگوار معلوم ہو۔ ہندوؤں نے سچر فارمولا منظور کیا تھا تو اس شرط پر کہ اس کے بعد پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ پھر دہرایا نہ کیا جائیگا۔ اگر اکالی اپنے اس وعدہ پر قائم رہنے کو تیار نہیں تو پھر انہیں یہ گلہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہندوؤں کی طرف سے کوئی ایسا جوابی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے جو ان کے مطالبہ کی جڑ کو ہی کاٹ دے۔ ہریت کی کوئی نہ کوئی حد ہوتی ہے لیکن اکالیوں کے مطالبات کی کوئی نہیں وہ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

پچھلی مردم شماری کے مطابق پنجاب کی کل آبادی دو کروڑ ہے۔ اس میں جن لوگوں نے اپنی بھاشا ہندی لکھوائی ہے اُن کی تعداد ایک کروڑ اور بیس لاکھ ہے جنہوں نے اپنی بھاشا پنجابی لکھوائی ہے اُن کی تعداد ۸۰ لاکھ ہے۔ اس صورت میں کوئی بتلائے کہ پنجاب کی بھاشا صرف پنجابی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس صوبہ کی اگر کوئی بھاشا ہو سکتی ہے تو صرف ہندی۔ جسے ایک کروڑ اور بیس لاکھ لوگ اپنی بھاشا کہتے ہیں۔ اسکے باوجود پنجاب کی دو راج بھاشائیں تسلیم کی گئیں۔ تو صرف سکھوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے۔ پنجابی کی پڑھائی سارے پنجاب میں لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ اور اس صوبہ کے نظم و نسق میں پنجابی کو وہ درجہ دے دیا گیا ہے جو اُسے آج تک نصیب نہ ہوا تھا (باقی صفحہ ۹ پر)

(باقی صفحہ ۹ پر)

قسط ۲

جمشید پور کے مسلمانوں کی خواہش اتحاد

اور

ان کی مشکلات کا بنیادی حل

(از محترم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ بہار)

مشکلات کا بنیادی حل

اب پھر اصل مدعا کی طرف عود کر کے خاکسار عرض کرتا ہے کہ جلسہ سیرت النبیؐ جمشید پور کی یہ مختصر رپورٹ اگرچہ ایک جلسہ کی رپورٹ ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ آج کے مسلمانوں کی مجموعی حالت اسی ڈگر پر گامزن ہے جلسہ کے نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں:۔

اول۔ مسلمان فرقوں کے درمیان اتحاد و یگانگت پیدا کرنا۔

دوم۔ مختلف فرقہ ہائے اسلام کے علماء کی تقاریر سیرت کے موضوع پر۔

سوم۔ احمدی مقرر کو بدنظمی کے عین موقعہ پر تقریر کے لئے وقت دینے سے انکار۔

چہارم۔ جلسہ کی صدارتی و آخری تقریر میں مقصد جلسہ یعنی اتحاد بین المسلمین کے پرخچے اڑا دینا۔ اور تمام فرقوں پر تکفیر کے فتووں کی مشین گن کا آزادانہ استعمال۔ فقط۔

انجمن بہار اسلام جمشید پور کے اس جلسہ کے آغاز و انجام میں درحقیقت قوم مسلم کی موجودہ حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کو جو درحقیقت فتح اور ظفر کی کلید، اور امن وسلامتی کا تعویذ اور تنظیم و ضبط کی ہیکل ہے ایسے اجتماعی موقعہ پر ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اسی لئے برکت ان کی اجتماعیت سے چھین لی جاتی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے دربار سے ٹھکرائے جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر وہ اجتماعی کام جس میں جماعت احمدیہ کا حصہ نہیں ہوتا ایک تاریخی ناکامی پر ختم ہوتا ہے اور قوم مسلم کی حالت

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کا مصداق بن کر رہ جاتی ہے۔

دورِ حاضر کے مسلمان جو مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ جب کبھی ایک پلیٹ فارم پر آنے کی کوشش کرتے ہیں تو اتفاق کا آغاز مِلے تنزکے اختتام سے ہوتا ہے۔ اور بڑے بلند بانگ نعرے لگائے جاتے ہیں۔ ایسے نعرے کہ جس سے پہاڑ لرزنے اور کانوں کے پردے پھٹنے لگتے ہیں۔ لیکن اس کا انجام چند ہی روز کے بعد منظر عام پر آجاتا ہے اور وہ لیڈر جن کے لئے لوگ ایسے نعرے لگاتے ہیں ان کے پیچھے سے لوگ تتر بتر ہونے لگتے ہیں۔ قوم مسلم سے ایسے مایوس و دلگیر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں کہ کبھی کبھی خودکشی کے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔

جلسہ سیرت النبیؐ جمشید پور کے آئینہ میں خاکسار نے قوم مسلم کی موجودہ حالت کو دیکھا اور دل میں ایک درد پیدا ہوا۔ اسی درد کے نتیجہ میں محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر مختصر الفاظ میں جمشید پور کے مسلمانوں کو بالخصوص اور باقی برادرانِ اسلام کو بالعموم ایک ہمدردانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں اور بزبان احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم دورِ حاضر کے مسلمانوں کی مشکلات کا ایک حل پیش کرنا چاہتا ہوں

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث جن میں دورِ حاضر کے مسلمانوں کی مشکلات اور ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف دو احادیث پیش کروں گا

ایک حدیث میں منفی پہلو بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسری میں مثبت۔ اگر مسلمان ان دونوں احادیث کی حد تک خوشنود اور ہدایات کو گوشِ ہوش سے سن لیں اور قلب صافی پر اتار لیں تو ان کی تمام مشکلات دیکھتے ہی دیکھتے کافور ہو جائیں گی

منفی پہلو سب سے پہلے ایک ایسی حدیث نبوی پیش کی جاتی ہے جو اس مسئلہ کے منفی پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"ضرور میری امت پر وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے وہ اسی طرح یہود کی مانند ہو جائیں گے جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کی مانند ہوتی ہے۔ اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور تفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی سب کے سب آگ میں ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے جو ناجی ہوگا اور وہ ایک جماعت ہوگی"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر الکلام ما قل و دل کے ماتحت ان چند الفاظ میں دورِ حاضر کے مسلمانوں کی حالت بطور پیشگوئی بیان فرما دی ہے اور پھر اس کا علاج بھی غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا ہے آج ہر مسلمان جانتا ہے کہ مسلمان فرقہ در فرقہ ہو گئے ہیں اور ایک فرقہ کے علماء نے دوسرے فرقہ کے خلاف کفر کے فتوے صادر فرمائے ہیں۔ اور ان فتووں میں اس قدر غلو سے کام لیا گیا ہے کہ یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کریں وہ بھی کافر اور واجب القتل اور ان کے نکاح فسخ ہو گئے وغیرہ وغیرہ اور فتووں پر عرب و عجم اور بالخصوص مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ ایک فرقہ کے علماء نے دوسرے فرقہ کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے بلکہ بسا اوقات ایک ہی فرقہ کے ایک فرقہ دوسرے علماء پر کفر کے فتاوی دیتے ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ امرتسری پر علماء غزنوی نے کفر کے فتاوی لگائے اور ان فتاوی کی تصدیق مکہ اور مدینہ کے علماء سے کرالی۔ حالانکہ فریقین اہلحدیث فرقہ کے علماء ہیں۔

بعض علماء نے ان بہتر تہتر فرقوں کے نام بھی اپنی کتب میں درج فرمائے ہیں جو اس وقت تک منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ اس لئے دورِ حاضر کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فرقوں کو شرح صدر سے برداشت کریں۔ بلاشبہ تفرقہ اندازی کو اسلام پسند نہیں کرتا لیکن یہ ایک پیشگوئی تھی جو اس موجودہ صدی میں نہایت وضاحت کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔ اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک عظیم برہان ہے۔

مسلمانوں کا دوسرا فرض یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک فرقہ کو بھی اُمتِ محمدیہ اور ملتِ اسلامیہ سے خارج قرار نہ دے۔ کیونکہ آگ والے فرقوں کو بھی حضورؐ نے اپنی امت قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہر شخص جو مسلمان کہلاتا ہے اور غیر مسلم بھی اسے مسلمان سمجھتے ہیں اسے امتِ محمدیہ اور ملتِ اسلامیہ کا فرد قرار دیا جائے۔

مسلمانوں کا تیسرا فرض یہ ہے کہ وہ ان تمام فرقوں یا ان میں سے بعض کو ناجی قرار نہ دیں بلکہ حدیث نبوی کی رہنمائی میں یہ یقین کر لیں کہ ان میں سے صرف ایک ہی فرقہ جو جماعت کے حکم میں ہے ناجی ہے باقی سب آگ کا ایندھن ہیں۔

ایک خطرناک غلطی دورِ حاضر کے غیر احمدی مسلمانوں کا سرکردہ طبقہ اور علماء ایک خطرناک غلطی یہ کرتے ہیں کہ وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ:۔

"مسلمانو! ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ"

بظاہر یہ نعرہ بڑا دلکش دکھائی دیتا ہے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس مقدس حدیث پر ادنیٰ تدبر کرنے سے یہ نعرہ بے حقیقت دکھائی دینے لگتا ہے۔ کیونکہ حضور نے مسلمانوں کو ایسے موقعہ پر یہ ہرگز تلقین نہیں فرمائی کہ آگ والے فرقوں کا یہ علاج ہوگا کہ وہ اختلافات کو ترک کر کے ایک ہو کر نیک بن جائیں گے بلکہ علاج یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اس ایک فرقہ کی تلاش کریں جو ناجی ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ اور وہ اسلام کے انہی فرقوں کے درمیان موجود ہوگا۔

عند العقل بھی یہ نعرہ حقیقت سے خالی دکھائی دیتا ہے کیونکہ مذہب کا اثر انسان پر گہرا ہوتا ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک بت پرست بھی اپنے مذہب پر ایسا فدا ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے جان دینے تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے لیکن اپنے عقیدہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ پھر یہ کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جن کے علماء بڑے بڑے مناظروں اور مباحثوں کے ساتھ اور دلدوز فتووں کی گھن گرج میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہیں۔ وہ ایک ہو جائیں گے۔ نہ وہ ایک ہو سکتے ہیں نہ ہی ایک ہونے پر کیونکہ یہ پیشگوئی اس کے منافی ہے۔ اور ایسے لوگ ایک ایسے مقام کی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں جس کا وجود ہی نہیں۔

زیر تبصرہ جلسہ میں بھی روزنامہ سنگم پٹنہ کے ایڈیٹر جناب غلام سرور صاحب نے اسی بنیاد پر تقریر کی کہ:۔

"مسلمانو! ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ"

اور اس کی تشریح میں بتایا کہ حشر کو جب مسلمان جمع ہوں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ آپ کون ہیں۔ تو کوئی اپنے کو دیوبندی بتائے گا کوئی بریلوی، کوئی حنفی، کوئی شیعہ، کوئی سُنی وغیرہ وغیرہ تب ان لوگوں کو جواب ملے گا کہ ہمارے دفتر میں تو یہ نام موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ یہ مثال دے کر آپ نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ تم صرف مسلمان کہلاؤ اور فرقوں کی حدبندیوں سے باہر نکل آؤ۔

ایک اید ملیٹ ر سنگھ ہی کیا آج اکثر مسلمان بزبانِ اقبال یہی کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ ع

کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اور بڑے کبیدہ خاطر ہو کر کہتے ہیں کہ مسلمان فرقہ در فرقہ ہو کر تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اس بیماری کو تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جو حدیث نبوی میں بتائی گئی تھی۔ لیکن جو علاج اسی حدیث میں بتایا گیا ہے اس کے سراسر خلاف جا رہے ہیں علاج یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان اس بات کی فکر کریں کہ ان فرقوں میں سے ناجی فرقہ کونسا ہے تا کہ آگ والے فرقوں سے نجات پائیں لیکن یہ لوگ جملہ فرقہ ہائے اسلام کے عقائد کو ختم کر کے سب کو ایک بنانا چاہتے ہیں۔

جماعت اسلامی کے علماء بھی بڑے طمطراق سے یہ بات کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر کوئی نیا فرقہ یا جماعت انہی مقاصد کو لے کر اٹھے جن مقاصد کو لے کر جماعت اسلامی کھڑی ہوئی ہے تو وہ بھی حق پر ہو گی۔ حالانکہ یہ حدیث نبوی انکے خود ساختہ استدلال کو پر زور الفاظ میں جھٹلا رہا ہے۔ کیونکہ اس میں بجز ایک کے باقی سب فرقوں کو آگ والے بتایا گیا ہے۔ اس لئے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ فلاں فرقہ آگ والے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے لیکن اس کے مقابل پر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں فرقہ ناجی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ کیونکہ ناجی فرقہ ایک ہی بتایا گیا ہے

خلاصہ کلام یہ کہ اس حدیث نبوی میں دورِ حاضر کے مسلمانوں کی منفی پہلو کے اعتبار سے رہنمائی کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت کے علماء اور عوام مسلمانوں کا یہ فرض ہو گا کہ وہ مسلمان فرقوں کو شرح صدر سے برداشت کریں اور ناجی فرقہ کو تلاش کریں جو ان آگ والے فرقوں ہی کے درمیان موجود ہے۔ اور اپنی تقریر و تحریر کا رُخ اس طرف پھیر دیں کہ دورِ حاضر کا ناجی فرقہ کون ہے؟ اور ہر فرقہ کے علماء اپنی تحریر و تقریر میں ناجی فرقہ کی علامات قرآن و حدیث کی رُو سے بیان کریں اور اپنے فرقہ کی صداقت کا معیار اسی ایک پہلو کو قرار دیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمانوں کی مجموعی کوشش رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے علاج کی سمت بڑھیں گی جس سے ایک خاص برکت حاصل ہو گی اور جس حق و حق کے اصول کے مطابق آخر مسلمانوں کی ایک معقول تعداد صحیح کوشش کے نتیجہ میں منزل مقصود کو پا لے گی اور مشکلات کے بادل چھٹ جائیں گے۔

مثبت پہلو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دورِ حاضر کے مسلمان علماء مختلف فرقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے اپنے فرقہ کو ناجی ثابت کرنے کے لئے دلائل پیش کریں گے تو موجودہ زمانہ کے علماء کی تنگ نظری تعصب اور فتنہ سامانی کی عادت کو دیکھ کر ایک فتنۂ عظیم برپا ہو جائے گا (ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ امن پسند علماء بھی موجود ہیں۔ ایسے لوگ میری اس تحریر کے مخاطب نہیں ہیں)

اس کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذہن نشین یہ بات کرائی جائے کہ اسلام نے اُمت کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے۔ جس پر تحقیق کے دروازے کھلیں لیکن اس کے مقابل پر فسادیوں کی پُر زور الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔

اس پروگرام کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث کو زیرِ نگاہ رکھنا چاہئے جس میں دورِ حاضر کے مسلمانوں کی مشکلات کا مثبت حل پیش کیا گیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

من صلی صلوٰتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہٖ

(صحیح بخاری)

یعنی جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اس کو حاصل ہے۔ پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالےٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔

اس حدیث میں مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کا ایک پلیٹ فارم بتایا گیا ہے۔ جس پر احمدی، سُنّی، شیعہ، اہلحدیث، جماعت اسلامی دیوبندی، بریلوی وغیرہ سب ہی آ سکتے ہیں اور یہ سب اپنے اپنے مخصوص عقائد پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے سے تعاون کر سکتے ہیں اور اس حدیث کی رُو سے ان سب فرقوں کے پیرووں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ پہنچائیں

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں داخل کرنے کے لئے جو دس شرائط بیعت بیان فرمائی ہیں۔ ان میں چوتھی شرط یہ بیان فرمائی ہے:۔

"چہارم۔ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"۔

آج اگر مسلمان فرقے اختلاف عقائد کے باوجود حدیث نبوی کی روشنی میں ایک سیاسی پلیٹ فارم پر آ جائیں۔ اور ایک دوسرے کو ناجائز تکلیف دینے کی بجائے ایک دوسرے کی حفاظت کا ذمہ لے لیں تو سیاسی مفاد کے ساتھ ان میں باہمی رواداری اور مفاہمت کی ایک راہ بھی نکل آتی ہے اور قریبی تعلقات کی وجہ سے ناجی فرقہ کو تلاش کرنے میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔

بہرحال آج کے مسلمانوں کی مشکلات کا بنیادی حل یہ ہے کہ وہ اس محسنِ اعظم فخر الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے علاج کی طرف اپنا رُخ پھیریں۔ اور مثبت اور منفی ہر دو پہلوؤں پر عمل پیرا ہوں۔ اور ایک طرف حدیث نبوی کے مطابق فرقہ ہائے اسلام کو برداشت کر کے ان سب کو اُمتِ محمدیہ اور ملتِ اسلامیہ کے افراد قرار دیتے ہوئے ان میں سے ناجی فرقہ کی تلاش شروع کر دیں۔ اور دوسری طرف اپنے شدید اختلافات اور بڑے بڑے فتوؤں کے باوجود ایک دوسرے سے خصوصی تعاون کریں اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے مذموم طریق سے توبہ کریں۔ اس طرح وہ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس کلام کی روشنی میں قدم اُٹھا کر منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور بالآخر منزلِ مقصود کو پا لیں گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

حضرت مولوی سید بشارت احمد صاحب مرحوم حیدرآباد کی وفات حسرت آیات

محترم مولوی سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ایک طویل بیماری کے بعد مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء بروز منگل ۲ بجے بعد دوپہر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ مرحوم دو اڑھائی سال سے مختلف عوارض میں مبتلا تھے لیکن پچھلے چھ ماہ سے بالکل صاحب فراش ہو گئے اس عرصہ میں ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس کے زیر علاج تھے وہ نہایت ہی توجہ اور خلوص سے ان کا علاج معالجہ وغیرہ کرتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

۵ ستمبر کی دوپہر کے قریب انکی طبیعت بہت زیادہ ناساز ہونے کی اطلاع ملی اسکے فوراً بعد انکے انتقال پر ملال کی افسوسناک خبر موصول ہوئی۔ خاکسار نے بذریعہ ٹیلیفون اور بعض خدام کے توسط سے اکثر احباب تک یہ اطلاع پہنچائی۔ خبر پہنچتے ہی احمدی اور غیر احمدی احباب احمدیہ مسجد جو کہ لیکچر ہال کے نام سے مشہور ہے آنے لگے مرحوم نے اپنی وفات سے ہفتہ عشرہ قبل اس جگہ اپنی رہائش منتقل فرمائی تھی۔

محترم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد افسوسناک خبر ملتے ہی چنتہ کنٹہ سے یہاں تشریف لے آئے بعد مشورہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ تجہیز و تدفین دوسرے دن یعنی ۶ ستمبر بعد نماز عصر عمل میں لائی جائے چنانچہ یہ اطلاع اکثر احباب تک فرداً فرداً پہنچانے کے علاوہ مقامی اخبارات میں بھی شائع کرائی گئی۔

چنانچہ صبح سے شام تک جماعت احمدیہ حیدرآباد و مضافات کے اکثر احباب تشریف لاتے رہے۔ نیز غیر احمدی متعلقین بھی کافی تعداد میں حاضر تھے۔ احمدیہ مسجد میں مردوں کے علاوہ کثیر تعداد میں مستورات بھی حاضر ہوئی تھیں اسلئے مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت نے یہاں نماز جنازہ پڑھائی۔ اسکے بعد ٹھیک ساڑھے چار بجے جنازہ احمدیہ قبرستان کیلئے روانہ ہوا جنازے کیساتھ کثیر تعداد میں احباب تھے علاوہ ازیں بہت سارے لوگ بذریعہ جیپ کار سائیکل اور لاری پہلے سے ہی قبرستان پہنچے ہوئے تھے۔

یہاں پر بھی محترم امیر صاحب کی زیر قیادت دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اسکے بعد ایک نظام کے ماتحت تمام حاضرین کو میت کا آخری دیدار کرایا گیا۔

چونکہ مرحوم موصی تھے اس لئے خاص حفاظتی صندوق میں امانتاً سپرد خاک کیا گیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے ایک لمبی اور پُر سوز دعا کرائی۔ میت کی تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں محترم احمد حسین صاحب نائب امیر جماعت نے بہت زیادہ تعاون فرمایا۔ اور ہر ممکن کوشش کی جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مولوی سید بشارت احمد صاحب ایک عرصہ دراز تک جماعت حیدرآباد کی امارت کا نہایت ہی ذمہ دارانہ فریضہ بہت ہی حسن و خوبی سے سرانجام فرماتے رہے اور جماعت کو ایک اعلیٰ اور بلند مقام پر فائز فرمایا۔ آپ حیدرآباد و مضافات کی جماعتوں کے روح رواں تھے اور جماعت میں بڑی نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔

مرحوم کو حضرت میر محمد سعید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے اور ایک مشہور جید عالم تھے کی دامادی کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ بیماری کے ایام میں انکی بیوہ محترمہ ہر قسم کی خدمات اور عیادت نہایت ہی صبر و تحمل سے سرانجام دیتی رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپکی دیرینہ دینی خدمات کی احسن رنگ میں جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی بیوہ اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد ۶-۱۰-۶۵

ششماہی اوّل ختم ہو رہی ہے

احباب جماعت اور عہدیداران مال کا فرض

جیسا کہ ہر احمدی پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی تعلیمی۔ تربیتی اور خدمتِ خلق کے کاموں پر کثیر اخراجات کر رہی ہے۔ اور یہ سارے کام احباب کے تعاون اور اُن کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندوں کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم اور ضروری امور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ ہوگا۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی وصولی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران کو اخبار "بدر" سائیکلو سٹائل تحریکوں اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

سال رواں یعنی ۶۶-۱۹۶۵ء کی مالی ششماہی اول اب ختم ہو رہی ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد بہت کم ہوئی ہے۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے۔ بے شک موجودہ ہنگامی حالات کا اثر ہر فرد و بشر پر پڑا ہے لیکن یہی مواقع قربانی اور ایثار کے ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ مومن اپنے اوپر تنگی وارد کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ان ہنگامی حالات کا اثر مرکز پر بھی پڑا ہے۔ اور مرکز کو بیٹھے بٹھائے دو چند اخراجات کا سامنا ہو رہا ہے اور مرکز کو مضبوط کرنا اور رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ جس کا ایک مرکز نہیں ایک امام نہیں۔ ایک بیت المال نہیں اس کی کوئی وقعت و عزت اور آواز نہیں۔ پس یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا بہترین موقعہ ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھیں کہ ایسے مواقع بار بار نہیں آیا کرتے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا چندہ تم دو گے اُس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا۔ اور دُنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تا کہ دُنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیج دیئے جاویں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی سب حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

نیز فرمایا کہ:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندگان کا ہے۔ جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔"

پس جملہ عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فیصدی وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے لئے مؤثر کارروائی کریں اور ششماہی اول کی وصولی کی کمی کو پورا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔

جلسہ سالانہ میں اب تقریباً ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف بھی فوری توجہ فرماویں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ڈاک کا سلسلہ معمول پر آ چکا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ وصول کردہ چندہ جات کی رقوم جلد از جلد قادیان بھجوا دیں اور آئندہ چندہ جات کی وصولی کر کے ساتھ کے ساتھ مرکز میں ارسال کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق سے نوازے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ملکی دفاع کے سلسلہ میں احباب جماعت کا فرض

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے

جیسا کہ اس سے قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو نظارت امور عامہ کی طرف سے اپنے ملک کے دفاع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے بارہ میں تحریک کی جا چکی ہے امید ہے کہ احباب جماعت نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق جذبہ حب الوطنی کے ماتحت کا اور اپنے نوجوان بچوں کی خدمات کو پیش کرتے ہوئے اس قومی کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا ہوگا۔ وہاں حکومت کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ کی اپیل پر حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہے ہوں گے۔

احباب جماعت جہاں نیشنل ڈیفنس فنڈ میں مقامی طور پر رقوم جمع کر کے حکومت کے افسران کو پیش کر رہے ہیں وہاں جماعت کے وسیع نقطۂ نظر اور مفاد کے پیش نظر یہ بھی ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اپنی ہنگامی ضروریات کے لئے جو چندہ جمع کریں اُس کا نصف حصہ مرکز میں بھجوائیں تا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے مجموعی طور پر ایک معقول رقم مرکزی حکومت کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ اس طرح مرکز جو کہ جماعتوں کا نمائندہ ہے اس کی مرکزی حیثیت قائم رہتی ہے۔ دوسرے ایسے مواقع پر شعائر اللہ کے احترام کے قیام کے لئے بھی یہ امر ممد ہوگا۔ اس سے قبل ابھی سے بعض جماعتوں کو جن کے پتہ جات کا علم تھا نیشنل ڈیفنس فنڈ میں حصہ لیتے ہوئے مرکز میں رقوم بھجوانے کے لئے تحریک کی جا چکی ہے۔ اب اس تحریک کے ذریعہ جملہ جماعتہائے احمدیہ کو دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ تحریک فوری اور ہنگامی نوعیت کی ہے اور اس کی ادائیگی جلد تر ہونی چاہیئے تا کہ مرکز میں رقوم پہنچنے پر بلا توقف حکومت کو پیش کی جا سکیں۔

اس غرض کے لئے دفتر محاسب قادیان میں ڈیفنس فنڈ کے نام سے امانت پہلے ہی سے موجود ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس نازک وقت میں اپنی ملکی ذمہ داریوں اور اپنے مرکز سے تعلق کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے عملی طور پر مؤثر رنگ میں اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ملکی اور جماعتی ذمہ داریوں کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا اور ہمارے ملک اور ہمارے شعائر اللہ کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ یا ارحم الراحمین۔

گذشتہ ماہ غیر معمولی حالات کی وجہ سے قادیان میں ڈاک کا سلسلہ غیر یقینی ہونے کے باعث احباب جماعت کی طرف سے چندہ جات کی آمد میں بہت کمی آ گئی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈاک کا سلسلہ پھر معمول پر آ رہا ہے اسلئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ وصول کردہ چندہ جات کی رقوم جلد از جلد قادیان بھجوا دیں اور آئندہ چندہ جات کی وصولی کر کے ساتھ کے ساتھ مرکز میں ارسال کرتے رہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ڈیفنس فنڈ و دیگر خدمات

قبل ازیں جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ سرکلر لیٹر و اخبار "بدر" اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ کہ موجودہ غیر معمولی ہنگامی حالات میں احباب جماعت انفرادی اور جماعتی طور پر دیش کی حفاظت اور کامیابی کیلئے مقامی حکام کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور چندہ ڈیفنس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں نیز مثلاً احمدی نوجوان فوج۔ پولیس۔ اور نیشنل گارڈز میں بھرتی ہو کر دیش کی خدمت کریں۔ اور اپنی ان خدمات کے متعلق نظارت ہذا کو بھی اطلاع بھجوائیں بعض ایک جماعتوں کی طرف سے ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ باقیماندہ جماعتوں کے عہدیداران و احباب سے درخواست ہے کہ وہ دیش کی حفاظت وغیرہ کے سلسلہ میں اپنی خدمات سے جلد از جلد نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں۔ اگرچہ ڈیفنس فنڈ مقامی حکام کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہے لیکن مجموعی طور پر ساری جماعت کی نمائندگی اور اہمیت کے پیش نظر چندہ ڈیفنس فنڈ کا ایک حصہ مرکز میں مکرم محاسب صاحب قادیان کے نام بھجوانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مرکز کی طرف سے بھی مرکزی حیثیت سے رقم پیش کی جائے جو مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے مقصد کو پورا کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔ مکرر عرض ہے کہ اپنی خدمات سے نظارت ہذا کو بھی جلد مطلع فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے۔ اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

خبریں!

اورنگ آباد ۱۸ر اکتوبر - پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج اورنگ آباد میں شہریوں کی ڈیفنس کمیٹی میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جب تک پاکستان کے مسلح لٹیرے بھارت کا علاقہ خالی نہیں کرتے تب تک بھارت ان پاکستانی علاقوں کو جن پر ہم نے قبضہ کیا ہے خالی نہیں کرے گا - اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ آئندہ پاکستان کی طرف سے بھارتی علاقہ میں اس طرح چوری چھپے مسلح افراد نہیں بھیجے جائیں گے - آپ نے کہا مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ آخری فتح ہماری ہو گی - کیونکہ ہم راستی پر ہیں - آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بھارت امن کے راستہ پر چل رہا تھا مگر چین اور پاکستان دونوں نے اسے حملوں کا نشانہ بنایا - اس جارحیت کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ بھارت کے تمام نہاد دوست اس انداز میں سوچتے ہیں - کہ چونکہ بھارت ایک بہت بڑا دیش ہے - اس لئے وہ بڑی آسانی سے اپنے کچھ علاقہ سے دستبردار ہو سکتا ہے - کچھ بڑی طاقتیں کہتی ہیں کہ اگر کشمیر پاکستان کو دے دیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑے گا - اور تو اور برطانیہ کی ایک بڑی شخصیت نے بھی میرے دورہ لندن کے وقت اس قسم کا مشورہ دیا تھا - میں نے اسے بڑی نرمی سے جواب دیا تھا کہ کوئی بھی آزاد اور مختار دیش اپنے علاقہ سے دستبردار نہیں ہو سکتا -

نئی دہلی ۱۸ر اکتوبر - بھارت نے ۱۹۶۱ء میں اچھوگل نہر جیسی ٹینک روک نہر پنجاب کی سرحد کے ساتھ ساتھ بنانے کا منصوبہ بنایا تھا - مگر یہ تجویز اس بنا پر مسترد کر دی گئی کہ اس پر [illegible] روپیہ خرچ ہو گا - اور یہ رقم بہت بڑی خیال کی گئی - ۵۰ میل لمبی یہ نہر امرت سر سے ۷ میل دور پٹھان کوٹ سے شروع ہو کر ہریکے تک جاتی تھی -

چنڈی گڑھ ۱۸ر اکتوبر - شری وید بہت شرما آریہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ پنجابی صوبہ کے خلاف ترمیدھ یگیہ کر کے اپنے نسو بر کی آہوتی دے دیں گے - اور یہ آہوتی ۲۴ر اکتوبر کو مہرشی دیانند کے نروان دوس پر یگیہ کر کے دی جائے گی -

لدھیانہ ۱۸ر اکتوبر - پنجاب سرکار کے ایک سینئر افسر نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان نے ۷ ستمبر کو سریکے پر ۸ ستمبر کو بیاس اور ۹ ستمبر کو لدھیانہ پر قبضہ کرنے اور پھر دہلی کی طرف بڑھنے کا منصوبہ بنایا تھا - یہ پلان ہمارے جوانوں نے ناکام بنا دیا - جنہوں نے لیفٹیننٹ جنرل ہربخش سنگھ کی زیر رہنمائی ہو ضلع فیروزپور کے موضع بڈانی کے رہنے والے ہیں قصور سیکٹر میں دشمن کی کمر توڑ شکست دی -

اورنگ آباد ۱۸ر اکتوبر - پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج سٹی زنز ڈیفنس کمیٹی کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں مارشل نہیں ہوں اور دھوتی پہنتا ہوں - ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے پاکستان نے بھارت کو کمزور سمجھا ہو - انہوں نے پر زور تالیوں کے درمیان کہا کہ وزیر دفاع شری چوہان بھی دھوتی پہنتے ہیں - مگر دھوتی پوشوں نے اپنے دیش کی حفاظت کی ہے اور لاہور تک چلے گئے ہیں - پاکستان کا اندازہ تھا کہ اگر پاکستان نے بھارت پر حملہ کیا تو بھارت کا دھوتی پوش پردھان منتری دوڑا دوڑا سکیورٹی کونسل کے پاس جائے گا اسے یہ خیال نہ تھا کہ بھارت جوابی کارروائی کر کے حملہ پسپا کر دے گا -

امرت سر ۱۸ر اکتوبر - پنجاب اکھنڈتا سبھا امرتسر کی ایک میٹنگ زیر صدارت کیپٹن کیشب چندر آریہ سماج بازار شردھانند میں منعقد ہوئی - جس میں مہاشہ رتن چند - شری دھرمپال بی - اے میونسپل کمشنر اور دوسرے لیڈروں نے پنجابی صوبہ کی مانگ سے پیدا شدہ صورت حال پر تقریریں کیں - شری دھرمپال نے کہا کہ پنجاب کی آبادی دو کروڑ کے قریب ہے - اس میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ لوگوں کی بھاشا ہندی ہے - اور صرف ۸۰ لاکھ لوگوں کی بھاشا پنجابی اور دیگر ۸۰ لاکھ اشخاص کی بھاشا کو ایک لاکھ بیس کروڑ لوگوں پر زبردستی لاد اگیا تو ہم اسے بھی برداشت نہیں کریں گے -

سنگاپور ۱۸ر اکتوبر - ریڈیو جکارتا نے اعلان کیا ہے کہ انڈونیشی کمیونسٹ پارٹی اور اس سے ملحقہ سنستھاؤں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے -

پردھان منتری نے کل بمبئی کے جلسوں میں اعلان کیا کہ: — • پاکستان کا دعویٰ تھا کہ اس کا ایک سپاہی بھارت کے تین سپاہیوں کے برابر ہے - لیکن حالیہ جنگ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بھارت کا ایک سپاہی پاکستان کے ۳۰ سپاہیوں پر بھاری ہے • لڑائی کے میدان میں پاکستان کے ٹینک اپنی گاڑیاں بن کر رہ گئے تھے - بھارت میں بنے ہوئے جہازوں نے پاکستان کے بدیشی ہوائی جہازوں کی بھی خوب گت بنائی -

• اگر پاکستان مذہب کی بنا پر کشمیر حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ افغانستان ایران اور ترکی جیسے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتا -

شیلانگ ۱۸ر اکتوبر - پتہ لگا ہے کہ آسام میں رہنے والے کچھ برطانوی باشندوں کی بھارت دشمن سرگرمیوں سے آسام سرکار کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ اس مہینہ کے شروع میں چائے کے باغات کے تین برطانوی مالکوں کو گرفتار کر کے نظر بند کرنا پڑا - ایک برطانوی باشندے نے اپنی پاکستان نوازی کا اظہار نہ صرف "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگا کر کیا بلکہ اس نے اپنا ریوالور نکال کر مقامی ڈیہاتی ڈیفنس پارٹی کے ممبران کو گولی مار دینے کی دھمکی بھی دی - ڈیفنس پارٹی کے گشت رجسٹر پر ایک شخص نے بطور فیلڈ مارشل ایوب خان دستخط کئے جبکہ دوسرے نے لکھا "پاکستان زندہ باد" - تقریباً ایک سال ہوا آسام ریلوے ورٹریڈنگ کمپنی کے جنرل منیجر کو واپس برطانیہ بھیج دیا گیا یہ کمپنی برطانوی ملکیت ہے یہ شخص بھارت دشمن سرگرمیوں میں ماخوذ پایا گیا تھا - یہ کمپنی ضلع ہیگیم پور میں ہے ضلع سب ساگر کے ایک چائے کے باغ کے برطانوی منیجر کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا تھا کہ اس نے پچھلے یوم آزادی پر بھارتی جھنڈے کی توہین کی تھی -

(پرتاب جالندھر $\frac{10}{65}$-۱۹)

ایک ضروری اعلان

جماعت احمدیہ کالیکٹ کی طرف سے موصولہ متعدد شکایات بعد تحقیقات درست ثابت ہوئی ہیں کہ واقعی مندرجہ ذیل افراد نے اپنی ذاتی اغراض اور مناقشات کے پیش نظر اپنے آپ کو از خود ہی نظام جماعت سے الگ کر کے اپنی ایک علیحدہ تنظیم قائم کر رکھی ہے - جو جماعت کو سخت نقصان پہنچانے کے درپے رہتی ہے - اور انتہائی کوششوں کے باوجود یہ تمام افراد اپنی اصلاح کی طرف مائل ہوتے نظر نہیں آتے -

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ چونکہ یہ تمام افراد از خود جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں - اور جماعتی تنظیم میں شامل ہونا نہیں چاہتے - اس لئے اب ان کا جماعت احمدیہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں - اور نہ کوئی احمدی بیٹھی لحاظ سے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق رکھتے -

(۱) کے - پی عبد الرحیم صاحب (۲) کے - پی عبد القادر صاحب (۳) کے - پی محمد کویا صاحب (۴) مولوی احمد رشید صاحب (۵) پی - پی عبد الرحیم صاحب (۶) پی - پی محمد صاحب (۷) پی - کے محمود صاحب (۸) آئی - کے محی الدین کٹی صاحب (۹) کیو کلندن کویا صاحب (۱۰) آئی - کے محمد علی صاحب (۱۱) ایم محمد کویا (۱۲) وی عبد القادر صاحب (۱۳) ایم - پی عبد القادر صاحب (۱۴) مولوی پی - محمد احمد صاحب (۱۵) پی - پی عبد اللہ کویا صاحب (۱۶) پی - پی عبد الرحمٰن صاحب (۱۷) پی - پی بیکے کویا صاحب (۱۸) ایس - وی عبد اللہ صاحب (۱۹) پی ابراہیم صاحب -

ناظر امور عامہ قادیان

ولادت

مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ کے ہاں مورخہ ۱۰ر اکتوبر کو ایک لڑکی تولد ہوئی - نام [illegible] تجویز کیا گیا ہے - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ نو مولودہ کو نیک، صالحہ اور خادمہ دین کے لئے قرۃ العین بنائے - آمین